

امام اعظم ابو حنیفہؒ

شہید اہل بیتؑ

تالیف

مفتی ابوالحسن شریف اللہ الکوثری

الفاضل و المتخصص فی الفقہ الاسلامی

جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

ناشر

مکتبہ سلطان عالمگیر

ہلور مال اردو بازار لاہور

نام کتاب	امام اعظم ابوحنیفہ شہید اہل بیتؑ
نام مصنف	مفتی ابوالحسن شریف اللہ الکوثری
نام نمبر	مکتبہ سلطان غاسلیر لور مال لاہور۔
مطبع	ایوپیڈیا آرٹ پریس لاہور
طباعت	بار اول ۱۴۲۷ھ 2006ء
پیشکش	حسن 'چینی بابا' دارالحسن سکردو بلتستان

darulhassan_1@yahoo com Tel: 5831-55504



امام اعظم ابو حنیفہؒ

شہید اہل بیتؑ

پیش لفظ

امت مسلمہ کی فکری و ذہنی ارتقا کیلئے عموماً اور علماء و ائمہ امت کے حق میں خصوصاً فکری و تحقیقی جمود و رجعت سم قائل ہے۔ قرآن کریم میں رحیم و خیر ذات نے کتنے واقعات بیان کئے ہیں اور بیان واقعہ کا مقصد آنے والے لوگوں کے لئے عبرت اور سبق بتایا گیا تاکہ واقعات سے امت رہنمائی حاصل کرے۔ اسے ایمان کی قدر و قیمت معلوم ہو بڑے سے بڑے حکمرانوں جن میں سے مسلمان اور کافر دونوں تھے ان کا ذکر اور ان کی دیندار عوام اور قیادت سے چپقلش اور تصادم کا ذکر بھی قرآن و حدیث کا موضوعِ سخن رہا ہے تاکہ اہل ایمان ان تصادم و چپقلش سے برآمد ہونے والے اسباق سے ایمان کی قدر اور عزیمت کی راہ تلاش کریں اور انہیں جہت کا ساماں میسر ہو۔

امام اعظم کو بھی اپنی حیات طیبہ میں اپنے وقت کے دو بڑے حکمران خاندانوں سے واسطہ ہوا اور دونوں کا ایک دوسرے سے انتہائی بعد و نفرت پائی جاتی تھی اسباب عزیمت اصلاح و ارشاد کیلئے خاندانی حکومتوں کے یہ ادوار جو کہ امام صاحب نے دیکھا بہت ہی صبر آزمایا رہا۔ امام صاحب کی ان حکمرانوں سے چپقلش خالص دینی بنیادوں پر گئی عشروں تک جاری رہی یہاں تک کہ آپ کی شہادت ہوئی آپ کی شہادت کے اسباب کے بیان میں بھی روایتی جمود اور تغافل سے کام لیا گیا ہے پیش نظر کتاب میں امام اعظم کے خون ناحق جس قیمت پر بہایا گیا اس قیمت پیش بہا کی تحقیق، یقین مقصود ہے۔

پیش نظر کتاب ایک خالص تحقیقی کاوش ہے اور مایہ ز کو اپنی کم علمی اور کم ہمتی کا پورا احساس ہے لیکن باوجود محدود ذرائع کے مقدمہ کے مضبوطی کیلئے معتبر ترین اور مستند ترین قدیم و جدید کتب سے استفادہ کیا گیا ہے اور توقع ہے کہ ”مقدمہ شہید اہلیت“ کیلئے ہزاروں شوبہ انکشاف کے انتظار میں اوراق کتب میں مدفون ہوں گے۔ مطالعہ اور تحقیقی ذوق سلیم رکھنے والے احباب و اہل علم سے التجا ہے کہ شوبہ ملنے پر عاجز سے علمی تعاون فرمادیں۔

پیش نظر کتاب کے تیاری میں جملہ غلطی اور نقائص دور کرنے کی حتی الامکان کوشش کی گئی ہے لیکن

بتقاضائے بشریت نخطیوں کا امکان رہتا ہے۔ بالخصوص اردو زبان دانی میں کیونکہ میری مادری زبان اردو نہیں ہے۔
قارئین متنبہ فرما کر علمی ذمہ داری پوری فرماویں۔

القرنل پیش نظر نجالہ میں اگر کسی کو محاسن نظر آئیں تو یہ ان کی برکت ہے جن کے ذکر میں کتاب لکھی گئی ہے
اور سیدی و سندی مرشد العلماء محبوب الصلحاء حضرت شاہ سید نفیس الحسینی دامت
قبولہم کے توجہات کاملہ کا کرم ہے اور کتاب کا نام بھی آپ نے ہی تجویز فرمایا اللہ تعالیٰ اس عمل کو قبول فرمائے
اور بندہ کیلئے ذخیرہ آخرت بنائے اور ہمارے دلوں کو محبت رسول ﷺ، صحابہ و اہل بیت کا مسکن و مدفن بنائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین و بحرمة الطہرین و اصحابہ اجمعین



امام اعظم ابو حنیفہؒ شہید اہل بیتؑ

یو حنیفہ ائمہ اہل زمان
ہیں شہید آل سرکار جہاں

عاشق آل محمدؐ مصطفیٰ
بو حنیفہ پیشوائے سزیاں

مرتنی و فاطمہ و بنا بنا
سب سے الفت اور محبت تھی جہاں

باقر و جعفرؑ کے ہیں تلمیذ آپ
مجتہد ہیں گرچہ اعظم کامران

آپ شاعر رشید زید بھی
یعنی ہیں شاعر سادات زمان

حانی زید و برائیم وزکی
حانی آل نبیؐ و اہل شان

آپ کو محبوب اتنے اہل بیت
خارجی ناراض رہتے بے گماں

قتل کے درپے رہا منصور بھی
وجہ وفات کتب سید زادگان

یو حنیفہ کی شہادت قید میں
حب آل مصطفیٰ کی داستان

بیرونی میں آپ کی محسنی کا دل
حب اہل البیتؑ کا ہو آشیان

۱۔ مداح صحابہ و اہل بیت شاعر اہل سنت حضرت مولانا شیخ الحدیث احسن اللہ محسن دامت برکاتہم کا مضمون مختصر جلد ۱۱ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
مہتمم جامعہ صدیقیہ حنفیہ برائے چلو پتہ ہیں۔

انتساب

بہار گلشن اہل بیتؑ رسول ﷺ سر دار جو امان جنت، شہید مظلوم
سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور خاندان نبوت کے 16 پاکیزہ روحوں سمیت
72 شہداء کربلا کے نام جنہوں نے امت کو حریت فکر اور عزیمت و
استقلال، وفا اور قربانی کا لازوال درس دیا

رضی اللہ عنہم و رضوانہ

اے سب اے ایک دور القادح

اللہ ماہ خاک پاک دہاں

خاکپائے سادات

مفتی ابوالحسن شریف اللہ الکوثری

فاضل والمتخصص فی الفقہ الاسلامی

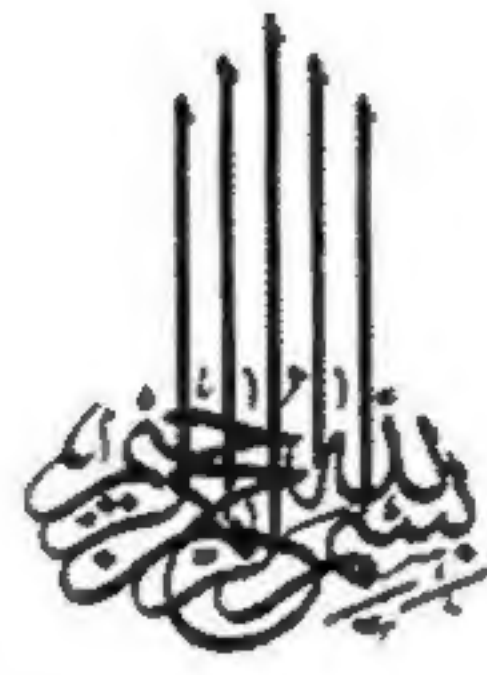
جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

رہمس

دار الافتاء والقضاء

الجامعۃ الاسلامیہ سیالکوٹ ٹاؤن

سکردو بلتستان



حرفِ نفیس

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبی بعده

پیش نظر کتاب "شہید اہلبیت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ" کے مؤلف مولانا مفتی شریف اللہ علاقہ بلتستان کے رہنے والے ہیں، جامعۃ العلوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے فارغ التحصیل ہیں وہاں سے افتاء کا تخصص بھی کیا ہے، حنفی المسلك اور اہلبیت و صحابہ کرام سے غایت درجہ محبت و عقیدت رکھنے والے ہیں، پاکستان میں ناصبی رجحانات کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے سدباب کیلئے انہوں نے حمیت اسلامی کے تحت یہ کتاب ترتیب دی ہے۔

مسلك اہلسنت والجماعت کی کامیاب ترجمانی کی ہے مستند حوالوں سے انہوں نے اپنی کتاب کو اہل علم و فضل کے سامنے پیش کیا ہے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی اہلبیت کرام سے محبت انکی تحقیق کا مرکزی نقطہ ہے امام ابو حنیفہ بجا طور پر شہید اہلبیت ہیں انہوں نے ہشام بن عبد الملک اموی کے خلاف حضرت امام زید بن علی زین العابدین حسینی رضی اللہ عنہما اور جعفر منصور عباسی کے مقابلے میں حضرت محمد ذوالنفس الزکیہ اور انکے بھائی ابراہیم حسنی رضی اللہ عنہما کا جرأت و پامردی سے بر ملا ساتھ دیا حتیٰ کہ منصب شہادت پر فائز ہوئے۔ امام ذہبی نے برحق لکھا ہے

"بیان کیا جاتا ہے کہ خلیفہ منصور نے انکو زہر دیا تھا (حضرت محمد ذوالنفس الزکیہ کے بھائی) ابراہیم کا ساتھ دینے کی وجہ سے انہوں نے شہادت کی موت پائی" نیز دوسرے تذکرہ نگاروں نے بھی اسکو بیان کیا ہے،

اللہ تعالیٰ مؤلف عزیز مولانا مفتی شریف اللہ صاحب کی عمر شریف اور علم و عمل میں برکت عطا فرمائے اور آخرت میں حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلبیت اور صحابہ کرام کے ساتھ محذور فرمائے۔ آمین

احقر

از: حضرت مولانا قاضی الطہر مبارک پوری

اقتباس

امام صاحب کو اپنے زمانہ کے حکمرانوں کے ہاتھوں بڑی تکلیف پہنچی تھی، اموی دور میں امیر عراق ابن ہشیر نے آپ کو عہدہ قضا پیش کیا اور انکار پر ایک سو دس کوڑے اس طرح رسید کئے کہ روزانہ ایک گھوڑہ بچا کر دس کوڑے مارے جاتے تھے اور امام صاحب انکار کرتے تھے، اس کے بعد عباسی دور میں پھر ان کو عہدہ قضا پیش کیا گیا اور انکار پر زہر دیدیا گیا۔

عہدہ قضا قبول نہ کرنے پر ڈرے مارنے یا زہر دیکر جان لینے کی اندرونی وجہ کچھ اور تھی، امام صاحب کے نزدیک اموی اور عباسی امراء اسلام کے جاوہ مستقیم سے دور تھے اور ظلم و جور میں تعاون کے مترادف تھا، اس دور کے محتاط اہل علم بفضل کا بھی رویہ تھا اور وہ ان حکومتوں میں کسی قسم کا عہدہ لینا معصیت سمجھتے تھے، امراء و خلفاء ان کے رویہ سے غیر مطمئن اور خائف رہا کرتے تھے، اور کسی بہانہ سے اپنا ہموار بنانے کی کوشش کرتے تھے، بڑے بڑے عہدے اور بھاری بھاری رقبے پیش کر کے ان پر دباؤ ڈالتے تھے، یہی صورت حال امام صاحب کے ساتھ تھی، امام صاحب ان کے مقابلہ میں ملوی اعاد کے حق میں تھے، اسی لئے ابو جعفر منصور نے عہدہ قضا قبول نہ کرنے کے بہانے سے نیل خانہ میں زہر دلوایا۔

خطیب بغدادی نے زفر بن بدیل کا بیان نقل کیا ہے کہ ابو انہم بن عبد اللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابو طالب قاتل باغری کی موت و شرم کے زمانہ میں امام صاحب نہایت زور و شور سے ان کے موافق بات کرتے تھے، میں نے ان سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہماری گردنوں میں رشتی ڈلو کر ہی خاموش ہوں گے، اسی حال میں ابو جعفر منصور کا پیغام امیر کوفہ یحییٰ بن موسیٰ کے پاس آیا کہ ابو حنیفہ کو ہمارے پاس بھیج دو، چنانچہ امام صاحب کو بغداد بھیجا گیا، جہاں پندرہ دن تک وہ زندہ رہے، پھر ان کو زہر دیا گیا اور انتقال کر گئے۔

ابو انہم بن عبد اللہ نے اپنے بھائی محمد انیس الرکیہ کے قتل کے بعد مصر و شرم کر کے اپنی موت دی، ابو جعفر منصور نے اپنے چچا زاد بھائی اور امیر کوفہ یحییٰ بن موسیٰ کو لکھا اور وہ پانچ ہزار فوج لے کر آیا کوفہ کے قریب مقام باغری میں مقابلہ ہوا، اور ابو انہم بن عبد اللہ مصر کے قتل کے بعد امام صاحب ابو انہم بن عبد اللہ کے ہمواروں اور طرفداروں میں تھے، ذہبی نے لکھا ہے۔

وقد روى ان المنصور سقاط السم فمات شهيداً رحمه الله لقيامه مع ابراهيم بن

بیان کیا گیا ہے کہ خلیفہ منصور نے ان کو زہر دیا تھا اور ابو انہم کا ساتھ لینے کی وجہ سے انھوں نے شہادت کی موت پائی۔

نیز دوسرے تذکرہ نگاروں نے اس کو بیان کیا ہے۔

فہرست

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
۱۹	موودۃ القربی	1
۱۹	اہل سنت مسلک اعتدال	2
۲۰	مثیل عینے	3
-	امام شافعی اور اہل بیت	4
۲۱	تحقیق آل و اصل	5
۲۳	آل و اصل کے مصداق	6
۲۵	اولاد علیؑ اولاد رسول ﷺ ہے	7
۲۵	امام شہر کی جرأت و قوت استدلال	8
۲۶	سیدنا موسیٰ کاظمؑ کی ماضی جوانی	9
۲۷	آل وہ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے	10
-	صدقہ کی حرمت اہل اعزاز اور کرامت ہے	11
۲۸	قیامت کو قربت نبوی ﷺ	12
۲۹	مقبول نماز کوئی ہے	13
۳۰	ورود کیسے پڑھیں	14
۳۱	حاجات کیلئے اکسیر	15
۳۱	لحاظ رشتہ	16
۳۲	تفسیر موودۃ القربی	17

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
18	ماہل تصوف کی بنیاد و سرچشمہ ماہل بیت ہیں	۳۳
19	حسن کا بدلہ	۳۵
20	ماہل بیت نظام کے بارے میں سنت، اجماعت کا غلط فہم	۳۵
21	حضرت علیؓ کی پٹی ۱۱۰ کے بارے میں امت کو نصیحت	۳۶
22	طہار کی روایتی لحاظ سے پاب لوہ	۳۸
23	ماہل بیت کی تعلیم و شمار و تدبیر تعلیم ہے	۳۹
24	مسلک احمد	۴۰
25	معاذ اللہ نبی کے صدق	۴۱
26	محبت ماہل بیت تخیل بیان	۴۲
27	حضرت علیؓ کا رشتہ باعدیجات ہے	۴۳
28	عجیب و غریبی سند ماہل	۴۳
29	قبول و صل	۴۵
30	بزرگوں کو پتی ماہل کا خیال و کتاب	۴۶
31	وہو حق مظلومین و غریبوں کے رشتہ و برائی نیلہ کو شش	۴۷
32	ماہل شامی کا فیصد و تعداد	۴۸
33	عقائد نبویؐ کا برہین امت کے اندر میں	۴۹
34	ضیاء ماہل علیؓ و ماہل علیؓ	۴۹
35	شعبہ ار ماہل علیؓ	۴۹
36	بوہرہ صدیقی و تعلیم ماہل بیت	۵۰

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
37	تحریمِ مِل بیتِ منہ <small>ﷺ</small> کی والدہ رضی ہے	۵۰
38	ساعات فی ایامِ رجبی مہات ہے	۵۰
39	قرواقِ عظیمہ و مرمل بیت	۵۱
40	منہ <small>ﷺ</small> ن موتی میں اپنی موتی	۵۱
41	قرب و مد سے اپنے قربانی رسال <small>ﷺ</small> سے قربت	۵۱
42	اب یہ اقرینہ بہ مت کے قریبوں میں	۵۳
43	مل بیت کی میوات وزارت مہات ہے	۵۳
44	مل بیت سب پر مقدم ہیں	۵۴
45	مددِ رنی سبیلے حمد و ثناء بے چین	۵۴
46	قربت رسال <small>ﷺ</small> سے عشقِ پیش آ میں	۵۶
47	عمر ثانی و مرمل بیت	۵۵
48	مدد و مدد سے نہیں جس راحت ملتی ہے	۵۵
49	قربت رسال <small>ﷺ</small> سے عشقِ مدنی و عیسائی میں ہوا	۵۶
50	مل بیت کی تحریم میں منہ <small>ﷺ</small> کی تحریم ہے	۵۶
51	ہامِ عظیمہ و مرمل بیت	۵۵
52	ہامِ شامی و مرمل بیت	۵۷
53	ہامِ مدد و مرمل بیت	۵۹
54	سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا وفات	۵۹
55	ناصریوں سے علی رضی اللہ عنہ کا وفات	۶۰

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
۶۱	جہان میں بیت نبیؐ اور ماہ ۱۱ ذی قع	56
۶۲	محمدؐ میں سے ماں میں بیت کا مقام	57
۶۳	حضرت مام علی رضاؑ سے محمدؐ میں کی مامت حدیث	58
۶۳	سیدہ زہراؑ	59
۶۴	نام بھی باعث برکت و شفا ہے	60
۶۴	حضرت سیدین و انجیل سیدین علیہ السلامؑ میں ما	61
۶۵	رشتوں کی پاسداری یہ مومن کی ضروری	62
۶۶	نہیں کی میاری و رزقوں کی ماں ما بے رزق	63
۶۸	نام و نسب	64
۶۹	تاریخ و احوال	65
۶۹	نام عظیم و شرف و توقیر سے پیش کرنے والے اور مہربان	66
۷۱	خانہ نبوت سے تعلقات	67
۷۱	تعلقات نبوت و رزق	68
۷۲	خانہ نبوت سے سب ملام	69
۷۳	نام و نسب کی حضرت علیؑ سے روایات	70
۷۳	مشائرت میں حضرت علیؑ سے سیدہ زہراؑ	71
۷۴	حضرت سیدنا علیؑ کا روح فنیات	72
۷۵	جہان باب علم	73
۷۵	افغان سیدنا علیؑ	74

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
۷۷	حضرت امام عظیم کی خدمات و احسانات	75
۷۸	خدمت نبوت سے رشتہ شناسی	76
۷۸	حضرت زید بن علی سے ملحق تعلق	77
۸۰	سیدنا محمد باقر سے تعلق	78
۸۳	ورہق عظیم میں بیت کے نقشہ میں	79
۸۵	امام حسن سابق سے تعلق	80
۸۶	امام عظیم کو فتوہ رشتہ ملی اجازت	81
۸۸	حضرت یحییٰ محمد مدنی بن حسن بن علی سے تعلق	82
۸۹	مذہب اثنی عشری نے قبولیت میں، میں بیت امامیہ	83
۹۰	امام موسیٰ کاظم سے تعلق و ملاقات	84
۹۱	امام عظیم سے ۱۰۰۰ کے سیاسی حالات	85
۹۲	موسیٰ اور حکومت	86
۹۳	جہان اور حکومت	87
۹۴	امام عظیم کا سیاسی طریقہ کار ملی مباحثہ	88
۹۶	حضرت زید بن علی بن مرہا و عرفہ بنی امیہ کا جذبہ پناہ	89
۹۷	زید بن علی بن صرہ و تالیف	90
۹۷	حضرت زید سے رابطہ	91
۹۸	امام صاحب کی محبت، میں بیت، میں بیت کی زبان	92
۱۰۰	امام صاحب کا فتوہ کی حضرت زید کی تالیف میں	93

صفحہ نمبر	نومائے	نمبر شمار
۹۹	حضرت زید کا جہاد بدر کے جہاد کی طرح ہے	94
۱۰۰	حضرت زید کیسے مختلف انواع میں	95
۱۰۱	شہادت	96
۱۰۲	امام عظیم کو موئی حکم دینے کی طرف سے انتظار	97
۱۰۳	موئی گورنر بن حسین، لی مارش، امام صاحب کی مصیبت	98
۱۰۴	امام صاحب کی استقامت	99
۱۰۵	امام صاحب کی تجارت میں	100
۱۰۶	مہربانی اور ہمدردی کی تعلیمات	101
۱۰۷	محمد بن محمد، تنہا گریہ کی، سلامتی پر	102
۱۰۸	امام صاحب کی باقی	103
۱۰۹	امام صاحب کی کامیاب نکتہ عملی	104
۱۱۰	برہنہ بن محمد کی تربیت	105
۱۱۱	منصور کا قیام تحقیق و تفتیش	106
۱۱۲	منصور کی کامیاب سازش	107
۱۱۳	امام صاحب کی طاعت و عبادت	108
۱۱۴	برہنہ بن محمد کی حمایت میں شہادت و شہادت ہے	109
۱۱۵	حضرت برہنہ بن محمد کی صفت کا مقام امام صاحب کی نوع میں	110
۱۱۶	حضرت برہنہ بن محمد کی شہادت	111
۱۱۷	امام عظیم کی حق گوئی و بیانی	112

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
113	مام صاحب کا انتقال قلمدانہ	۱۰۷
114	حشت عثمانی کا مادیات افان	۱۱۸
115	مام عظیم بن عیدمان طر ز تبلیغ افان	۱۱۹
116	عربی علم فون بن طرف سے اکتا	۱۲۰
117	مام عظیم کا فطیر عزیت	۱۲۰
118	علم فون بن تدیری در مام شیں	۱۲۱
119	شہادت یہ حقیقت	۱۲۳
120	مام بن شیں کی شہادت	۱۲۳
121	مام بن باری کی شہادت	۱۲۳
122	مام بن شیں کی شہادت	۱۲۳
123	مام بن ہدیر کی شہادت	۱۲۵
124	مام بن بنی شہادت	۱۲۶
125	مام بن بنی کی شہادت	۱۲۷
126	مام قاضی سیر کی شہادت	۱۲۸
127	مام مفتی علی کی شہادت	۱۲۸
128	مام بن تجربی کی شہادت	۱۲۹
129	مام مراد کی شہادت	۱۳۰

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
مُوَدَّةُ الْقَرْبَى

الحمد لله رب العلمين والعاقبة للمتقين والصلوة والسلام على رسوله وحاميه الأمين وعلى
آله الطيبين الطاهرين وعلى أصحابه أجمعين

آله الطيبين الطاهرين وعلي أصحابه أجمعين

لہذا ان کا چہ نہ یہ متین دین اسلام بہ نام میں اعتدال کا علمبردار ہے چنانچہ تشییت و رہبت میں عتدس
ن تعلیم دیتا ہے۔ پہلی امتوں کی تاریخ کا مطالعہ کریں تب بھی اور اس امت مرحومہ کی تاریخ، یطیس بہ دو صورت
میں دو مختلف بہ ذیہ تشییت کے بارے میں افرایہ ارتقا یا تارخہ ہونے۔ یہ وہ حقیقت میں جذبہ تشییت
و رہبت و خمرت و عتدوت میں اعتدال کی راہ سے جنگ نے۔ یہی فخری ج رہی امت مرحومہ میں متقی رہا سب بنی
کوہ س۔ یہ میں فیرہاں ن فخری تاریخ کی بھی شامل تھی یمن جیادی سب لوگوں کی حد سے بڑھی ہوں تشییت
تھی۔ س کی و فتح شمال رسالت پامانہ کی زبان مبارک سے امیر المؤمنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے ہارے میں
رشا افرہالی ہولی حدیث سے جس میں آپ نے ارشا فرمایا

يَا تَعْنِي يَدْخُلُ الْبَارِ قُبَابَ رَحْلَانِ مَحَبِّ مَعْرُوفٍ وَ مُدْعِي مَعْرُوفٍ كَلَاهُمَا
فِي الْبَارِ ١

ترجمہ: فرمایا کہ آپ کے تعلق سے آدمی جنم میں ہا میں گئے یہ شخص ہو
آپ سے محبت میں فریاد کیا کہ وہ آپ سے نفرت میں فریاد کیا

— 164 —

اہل سنت مسلک اعتدال

دعوتِ مجددِ حبِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مقابلات میں فرماتے ہیں کہ:

”ہیں دعوتِ میرا کہ منین رشی اللہ عندی مثبت میں اور وہ تو ہے کہ اے زمین و آسمان اور رافضیوں اور خارجیوں نے اختیار کیا ہے۔ اہل سنت و جماعت متاخر ہیں اور شک نہیں

کے حق و باطل میں ہے مرفوع و متکثر یا مفعول مذکور ہیں۔

مثیل عین

حضرت مجدد فرماتے ہیں کہ

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امیر المؤمنین سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ اسے ملی تیر میں جینی کی دھماں ہے۔ ان کا یہودیوں نے یہاں تک دھماکا کیا کہ ان کی ماں پر بہتان لگایا اور نصاریٰ کے اس قدر اہستہ رکھا کہ وہ ان کو اس مرتبہ تک لے گئے کہ ان سے وہ لائق نہیں تھے جن بنی ہند کو دیا۔ یہی حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ شمس میرے حق میں ہوا ہے کہ یہ وہ جو میری محبت میں فرسوسے کا اور جو تیر تیر میں نہیں میرے لیے ثابت فرسوسے کا اور وہ وہ شمس جو میرے ماتھے پر ہے کہ اور عداوت میں مجھ پر بہتان لگائے کہ انہیں خارجیوں کا حال۔ یہودیوں نے حال کے موافق ہے اور انہیوں کا حال نصاریٰ کے حال کے موافق کہ وہ دونوں موافق سے ہر طرف جا رہے ہیں وہ شمس بہت ہی جاہل ہے ہاں سناتے ہیں اہتمام حضرت امیر رضی اللہ عنہ سے کہ ان میں سے نہیں جانتا حضرت میرے امام مدہ جہانی محبت رخصت نہیں ہے امام ثنائی مطلق فرماتے ہیں۔

یو کون رخصتہ حب ال محمد

فلسفہ السلیب الی رافضی

مرآل محمد علی سے محبت رخصت ہے تو انہیں کہہ رہے ہیں کہ میں رافضی ہوں

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ماتھے بھی حضرت مسیح علیہ السلام کی صورت پیش آ رہی۔ جیسا کہ زبان رسالت نے پیش کوئی فرمائی تھی۔ یہی فرمودہ تھا کہ یہ وہی صورت حال آپ کے بعد آپ کی صورت کے ہرے میں بھی پیش آئی رہی۔ چنانچہ ان فرمودہ تھا کہ یہ ان کے شمار لوگوں کے فخری خیمہ بازیوں و رجزیوں نے ہاں ہیئت طہار

اور سچ یہ مر مر موعودؑ، معین کوہِ نبیوں کے صوبہ پر پیش آیا۔ حالانکہ قرآن مقدس زبان رسالتِ رشاہت سچ ہے اور رازِ سچ ہے اور خود کلامِ اہل بیت کے رشاہت ان کے ان مضمون باطل خیالات کی سہ سہائی مرتے ہوئے ن کو تپس میں محبت و محبوب نامہ و مقتدی امیر و مشیر نور انسانی قرہیں رشتہ دار بتاتے ہیں۔

نے وہی طے رہیں ہیں یا جائے کا انہوں نے عظیم جلالت کے مطابق صحابہ اہلبیت علیہم السلام میں۔ انصار بن ہاشم جماعت ان دونوں سے عمل ہوئی ہے ان کے واپس نہایت ہی مسموہ تعلقات قوم رہے اور ان کے اس یہ وہ کہ فی ثبوت و تفسیر سے معمور رہتے تھے ان کے شاہد اتحاد، چوں با خصوص ال بیت کا وہ مقدم جو ال سنت سے ملتا ہے۔ چند نمونے پیش کی جاتیں گے۔ جس میں حق معتدل عقیدے کی خاطر زبان وقت کے ناموں شریک ہونے والے "والاعزام بحیث استقامت سے پہلے حضرت امام عظیم روحانیہ شریف ال بیت کو پیش کردہ مصائب اور ان کے باب ال اثبات ہی نی جاے نی تا لہ لوگوں کو بلائے ظلمت حق کی قدر قیمت معلوم ہو سکے اور ان سے اندر بھی وہ جذبہ برید رہا جائے جس جذبے نے امام عظیم علیہ السلام پر وہ سب سے بابر معمر نوں کے نوز کے پھول ور رہا جو ال تسلیہ میں محسوس ہوتا تھا۔

اللّٰهُمَّ وَفِّضْ لَهَا حُبَّ وَرَحْمِي

تحقیق آل وائل:

قرآن مجید میں سادہ بیٹ مبارکہ میں حضور کے کلمہ "لا اے" کے لیے پانچ الفاظ آئے ہیں بیٹ "لا" اقرب الی اللہ یہ خصوصیت کے استعمال ہوئے ہیں میں سے آل "لا" میں بیٹ مشابہت میں ہوئے ہیں۔ مختصراً لغت کے مزید اس بھی میں سے "مطلبہ" "رباب" "ریش آل" سے اصل "لا" میں قرآن میں ہیں الفاظ اس وقت سے شمار کئے گئے استعمال ہوتا ہے "معرفة" کے حرف مضاعف ہوتا ہے "لا" میں "معرفة" کے طرف مضاعف ہوتا ہے۔ حضرت مولانا محمد منظور عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی معراج الارواح میں معارف اللہ بیٹ میں ارشاد فرمایا ہیں الفاظ اس کا مطلب "کے" سے ملتا ہے۔

س. ارشد شیخ (رہنما، بی بی) میں "آل" کا لفظ چاروں آداب سے ملے گا

ترجمہ گھر نے وہ لکس کا یا ہے عربی زبان اور خاص رقم آن وحدیت کے ستمہات
میں نہ شخص کی آل ان لوگوں کو کہا جاتا ہے وہ ان لوگوں کے ساتھ خاص تعلق رکھتے
ہوں۔ خود یہ تعلق بہ اور رشید کا جو جیسے ان کے بیوی بچے یا رفاقت و رفقیت و محبت
اور بہانہ کا جیسے۔ اس کے شخص کے خاص مائیں اور نہیں۔ تعلیم اس لیے شخص لکھتے کے
خاطر سے یہاں آل کے دونوں معنی بتاتے ہیں۔ میں دیکھ ہی نہیں پر ان مضمون کی
حضرت ابو حمید الساعدی کی جو حدیث درج کی جا رہی ہے اس میں درود شریف کے ہر
لفظ کی تفسیر ہے کہ وہاں کہ یہاں آل کے لکھنے کے لکھنے کے لکھنے کے لکھنے کے
پہلے کی روایت ہے کہ آپ ﷺ کی سہل و آسان اور آسان کرنے کو رسول اللہ
کے ساتھ خاص قریب و تریت اور زندگی میں تہمت کا خاص شرف حاصل ہے (وہ
اور کے حضرت و ماسئل نہیں ہے۔ یہ وہ وہ وہ میں ان سے فضل ہوں) کی طرف یہ
بھی ان کا یہ مخصوص شرف ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے مائیں پر بھی درود و مدد ہیں
جاتا ہے۔ اس کے یہ الزام نہیں آتا کہ درود کی مسرت و عید و بھلائی اس کے
صدق میں امت میں سب سے افضل ہوں۔ عند اللہ ان غلیظہ کاہر بیان و بیان
وہ کے ہر بیان و بیانی مذہب پر ہے نہ اس کا باعث نہ ان تہمت کی ہے۔ ہاں اگر محکم
عند اللہ اتفاق اس کو بالکل یوں سمجھنا چاہیے کہ ماری اس دنیا میں بھی حسب ان
مخاص محب اپنے کی محبوب بزرگ کی خدمت میں کوئی خاص مرغوب تہمت و رفاقت
نہیں رہتا ہے۔ اس کے پیش نظر خود وہ بزرگ اور ان کے ذاتی تعلق سے بنا پر ان کے
گھر کے ہوتے ہیں۔ اس خاص کی یہ خوشنہایت ہوتی ہے کہ یہ تہمت بزرگ کے ساتھ
نہ کے گھر کے معنی میں و خیال بھی استعمال کریں۔ اس کے ساتھ تعلق و صحبت کا
دراصل یہ نہ کی تفاضا ہے۔ درود شریف بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں یہ تہمت و

آل وائل کے مصداق

"بعد السبا والتي قد اثنى حميؤر العلماء من السلف والحلف على دخول
أولاد العاضمة رضى الله عنها وأولاد أولادها وإن سفلوا فى درة المي
وأبانه ولاغيره بما حكى من إنكار بعض بى امية ولا تهم عن دالب و
حميؤر العلماء بسمكون فى دالب بكتاب الله و سنة رسول الله ﷺ
بأقوال السلف فى هذا الموضوع ٢

4. ما الفرق بين \mathbb{Z}_n والحقل \mathbb{Z}_p ؟

میں بخش ہو، یہ دورن کے عمر نون کی رہے، دنیا کی بات کا لونی اعتبار نہیں ہے، مرنے پر یہ قرآن و سنت میں ہر دوس دن ایک وقتیاں ہیں۔ مسند احمد میں، امام ابو یوسف، شیخہ ظاہر، سیدہ عائشہ کی روایت ہے جو یہ فرماتی ہیں۔

”أفست فاحمہ بمشی کاس مشنها مشہ رسول اللہ ﷺ فقال مرحباً بامنی نہ أحلہا عنی بمسہ أوتی سہالہ نہ أنه أسرا لہا حدیثا فصحت فقلت لہا استحص رسول اللہ ﷺ حدیثہ نہ نمکس نہ أنه أسرا لہا حدیثا فصحت فقلت ما رأیت کالہوم فرحاً أقرب منی حزن فأسألتها عما قال فقلت ما کنت لأفشی سر رسول اللہ ﷺ حتی إذا قبض النبی ﷺ سألتها فقلت أنه أسرا إلی فقال إن حمرا بیل علمہ السلام کن بعارصی بالقرآن فی کل عام مرد و أنه عارصی بہ العام مریب ولا أراہ إلا وقد حصر أحمی و إنک أول أهل بیی لحوقانی و نعم السلف أنا لك فکیف لدالك نہ قال الا یوحی ان یکوئی سیدہ ساء ہدہ الائمة اساء المومنین قالت فصحت لدالك“

ترمذی میں حضرت ام، عمر، امام ابو یوسف، شیخہ ظاہر، سیدہ عائشہ کی یہ روایت مروی ہے اور مشترک حاکم میں حضرت ام، یہ روایت مروی ہے۔

ن روایت میں یہ باتیں، شیخہ ظاہر میں وہ یہ ہیں۔

- ۱۔ حضرت فاطمہؓ کا نہ کہہ کر، ہم پر چلنا باطل، حضور ﷺ کی عزت تھی۔
- ۲۔ حضور ﷺ کو حضرت عائشہؓ سے نہایت قبل تعلق تھا اس لیے کہ اسے وہ دیکھ کر نہ کہہ کر، ہاتھ سے استقبال کرتے تھے۔

۳۔ پتی بارے میں اس نام راز لومہ ف آپ پر ہی اختیار فرمایا۔

۴۔ وہ آپؐ کے ہاتھ میں سے فرمایا، سب سے پہلے آپ سے آٹنے کی اطلاع دی اور جہان بھر کی عورتوں کو سزا فرمایا۔

اولاد علی اور رسولؐ ہے

جب بیت بابلہ نعالوا ندع آماننا و آمانکم انما زال بولی تو حضور ﷺ نے حضرت و صدق مرثیہ نے انہوں بیوں حسرت حسرت حسین و حضرت حسین کو بلایا اور ساتھ لے کر بابلہ لوٹ گئے۔ بخاری شریف میں مروی حدیث شریف میں حضور ﷺ نے حسرت حسرت حسین کی طرف اشارہ کر کے فرمایا تھا ان ایسی ہذا سیدہ اس میں حضرت ﷺ نے حسرت حسرت حسین و چاہیہ فرمایا۔

مجموعہ بی میں حسرت حسرت حسرت سے مرفوع روایت ہے کہ

”کل بی انبی فان عتسمہم لابیہم ما خلا ولد فاطمة فابی آنا عتسمہم
وانا ابوہم“

حدیث مبارکہ میں حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ حضرت فاطمہؑ کی اولاد کا حصہ اور وہ لے گیا ہے۔

تب حدیث میں حضرت ﷺ سے یہ ارشاد بھی ”تقول ہے وہ آپ نے حضرت حسینؑ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ اولاد یا اکبادنا ہماری یہ اولاد ہمارے دل کے ٹکڑے ہیں۔

خود حضرت علیؑ پر مدد و ہمد کے بارے میں آگاہ ہے کہ جب آپ نے مسدود سببی میں حضرت حسرت حسرت حسینؑ میں فراموشی بہاری نے سبب یہ جو یہ جاتے تھے تو حضرت علیؑ کو ان سے فرماتے کہ اس بڑے کو روکو ہیں یہ ٹہرہ ہو یا تو حضورؐ کی سبب ہی منتقل ہو جائے۔

امام پیر کی حرأت اور قوت استدلال:

امام غلامرضا بن رزوی نے پیش شدہ آفاق کشیدہ میں یہ بحث آئندہ قلم لکھا ہے۔

امام شمس فرماتے ہیں کہ میں حجاج بن یوسفؑ کی مجلس میں بیٹا ہوا تھا کہ حضورؐ کی

فتیہ امام باقرؑ کی منہم شہادتانی کو یہ بیوں میں پانچواں آیا یا۔ حجاج نے امام

حضرت سیدنا موسیٰ کاظم کی حاضر جوابی و قوت استدلال

۱. نظمیں اور ۲۸۴ [صواعق معرقہ ۴۲۶]

حضور کی وہ نہیں ہو سکتی۔

امام رزئی فرماتے ہیں کہ ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت حسن و حسین حضورین
ہوئے ہیں۔

خطیب بغدادی نے یہ قول اپنے تفسیر "بغداد" میں نقل کیا ہے

۔ ہارون الرشید حج کے لیے آیا اور حضور ﷺ سے رہنمائی کے لیے یہی سبب
ہو اور اس کے ساتھ شرف قریش، مہملک، اور ان قبائل بھی تھے حضرت موسیٰ کاظم
بھی تھے ہارون رشید نے ہارگاہ رسالت میں امام پیش کرتے ہوئے کہا۔ السلام
علیک یا رسول اللہ ابن عمی۔ "مروں کے سامنے ٹھہر کے لیے حضور کو بچا زاد کہا
تو حضرت موسیٰ کاظم نے سلام پیش کرتے ہوئے فرمایا السلام علیکم یا اہل بیت
میں سے یہ ہے۔ لہذا ہارون رشید مانا۔ یہ سن کر حق ہو گیا اور یہاں پہنچ کر اس کی بات
کے حسن آپ نے ہی کہا۔

آل وہ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے

امام شافعی رحمہ اللہ و صحابہ کرام میں لکھتے ہیں۔

إحسب فی المراد بالآل فی مثل هذا الموضع فالأکثرون علی أنهم
قراۃ النبی الدین حرمت علیهم الصدقة^۲

حضرت امام زید رضا دیاں شاہی سے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیت میں ہے۔

حضرت زید سے روایت حدیث کے بعد "آل" یا "اہل بیت" سے مراد من ہیں یا
مہارت لکھنؤ میں بیت میں ہیں۔ حضرت حسین (مال) سے اس میں نے بوج
میں آپ نے فرمایا کہ زوجہ مطہرات بھی اہل بیت میں سے ہیں اور اہل بیت سے مراد
ہیں جن پر صدقہ حرام ہے چہ "آل" یا "اہل بیت" پر صدقہ حرام ہے یا نہیں یہاں تک کہ اہل

تو یہ درود میں سب دستور ﷺ کا نام بارگاہ یا باغ کا تو دستور ﷺ کے ماتحت آپ کی ورد اور اہل بیت بھی مذکور ہوں گے۔ درود شریف کے جتنے اقراء اور عین کتابوں میں محدثین نے جمع کیے ہیں ان سب میں کثرت ﷺ کے ماتحت آپ کی آل کا رتجہ ہوتا ہے اور بہت مشہوریت کے مال نہال ہو جاتے ہیں۔ ان کے ان سعادت مندی اور رفعت شان کا اندازہ ہوتا ہے۔

”سورہ رم ﷺ کا ارشاد بارگاہ ہے کہ

أُولَى النَّاسِ بِى (يَوْمَ الصِّيَامِ) أَكْثَرُ هَمِّ عَلَى صَلَاةٍ

قیامت کے دن میرے سب سے قریب وہ ہوگا جو مجھ پر زیادہ درود پڑھے گا تو یہ قیامت میں دستور ﷺ کی قربت کے لئے ہے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی آل پر درود پڑھنا ہوگا۔ ایک اور حدیث کا مجموعہ ہے کہ جو میرے اہل بیت کے لئے کاتب برکت اور قیامت کے دن میں اس کا نیل اور میل ہوگا۔

مقبول نماز کوئی ہے:

”اگر کوئی درود بھی میں اس سے مسعود“ انصاری نے یہ حدیث درج کی ہے کہ

”اسے دستور ﷺ نے فرمایا

”مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَحْمِلْ فِيهَا عَلَى وَاعِلِي أَهْلِ بَيْتِي لَمْ يَحْمِلْ مَهْمًا

”جو شخص نے بھی وہی نماز یہ کسی عین نماز میں مجھ پر ”میرے اہل بیت پر درود نہیں پڑھا“ اس کی مار قبول نہیں ہوتی“

حضرت جابر و دیگر محدثین نے ”اگر کوئی“ کے مطابق امام محمد بن علی باقر عینوں کا مقوف رشا ہے کہ

”جو وہ نماز میں دستور مراد کی آل پر درود نہیں پڑھتا اس کی مار قبول نہیں ہوتی“

اسی عرب شاعر نے یا خوب کہا ہے ”اس شعر کی نسبت حضرت امام شافعی کی طرف سے ہے۔

يا اهل بيت رسول حبيكم فرض من الله في القرآن أنزله

كما كسوا من عظم نعدواكم من لم يصلي عليكم لأصلاه له

ترجمہ:

اے اہل بیت رسول ﷺ آپ حضرات کی امت اللہ کی طرف سے قرآن کریم میں

فرش کی ٹی پ۔ آپ کی قدر و منزلت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ جو آپ خدمت پر
دروازہ پر ہے، اس کی نمازی نہیں ہوتی۔

درو کیسے پڑھیں:

اروا شریف کے معنی میں رسالت مآب ﷺ نے خود طحاے ہیں۔ خدمتِ عبیب بن محمد نے اپنے شاہراہ
حضرت عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ سے بیان میں آپ کو یہ حدیثیں سنیں کہ انہوں نے حضور ﷺ سے سنا۔ پھر اروا شریف
کا معنی تھا کہ جو آپ کو خود دستور ﷺ نے طحا یا تھا۔

ہم یہی کہی اور ہر موسم نے صحیح میں خدمتِ ہامید طحاہی سے یہ روایت نقل کی ہے اس میں فرماتے

تھے۔

ہم نے رسول ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول ﷺ ہم آپ پر اس طرح درو پڑھیں پس
حضور ﷺ نے رضاً فرمایا کہ

قولوا للہ صلی علی محمد وآرواحہ ودرربہ کما صلیت علی آل
إبراہیم وبارک علی محمد وآرواحہ ودرربانہ کما بارکت علی إبراہیم
إناک حمید محید۔ ۱

اسی طرح سنن بی داؤد میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سرہ ان یکنال بالہکمال
الأوفی إذا صلی علیا اهل البیت قبل "آلہ صلی علی محمد السی
وآرواحہ امیاب المومنین ودرربہ واهل بیتہ کما صلیت علی إبراہیم
إناک حمید محید۔ ۲

ترجمہ:

جو وہی چاہے اس کے اعمال کا وزن پورا پورا یا بائے تو ہم پر اس طرح درو پڑھیں
"اے اللہ درو صبح نبی محمد ﷺ پر اور رات کو مریدوں پر جو انہیں زمین کی مائیں ہیں اور ان

کے لئے اور اہل بیت پر حیا لگانے کے لئے، بیجا ہمت اور معجزہ بے ثبوت و تعریف

— ۱۹۰۰ —

حاجات کے لئے اکسیر:

ہام ویلی نے مسند القردوس میں حضرت علیؑ کو جہاد کے دور نامہ بتانے سے عام لفظ میں ہام
جعفر اسباق سے علیؑ کو فرماتے ہیں۔

من صلى على محمد صلى الله عليه وسلم وعلى أهل بيته مائة مرة
وصلى الله له مائة حاجة.

27

ہو کوئی حضور اکرم ﷺ اور ان کی اہل بیت پر ایسا ستم تیار نہ ہو جسے کما حقہ کسی کی حاجات پر نہ ہو۔

یہ مسموم کی حدیث نہیں تقبی میں حضرت جابر سے ہی مروی ہے۔

اہل سنت سے ہمارا شریک کا یہ اہتمام ہے اور مازوں کے علاوہ احمد اللہ ہزاروں راہوں کی تسبیح سے
 اور پڑھتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ کعبہ کے بغیر امام ماز قول نہیں جوتی ن کے ہارے میں یہ ہوتا ہے کہ
 اس میں اہل بیت نہ بہت نہیں ہے یہ تو بالکل ماز کے متعلقات ہے

سبحانک ھذا بھوان عظیمہ

الحاظ رشتہ:

رشد و خرد ہندی ہے کہ

قل لا أسئلكم عليه أحراً ولا مولوداً في الثرى (الاية)

خبر رسید ترجمان لہریں حضرت سیدنا محمد بن عباس سے پہنچا یہ کہ اس
سیت میں جہاں قرأت ہو رہی ہے۔ مجلس میں شہید اہل بیت حضرت سعید بن زید بھی

تشریف فرما تھے انہوں نے فرمایا کہ اس آیت سے آل محمد ﷺ کی قربت مراد ہے تو حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ آپ نے جلدی بنی غنمہ سے ﷺ کو تہہ قریش سے قربت تھی۔ ۱

یہاں پر تم فہم آگئی بھی سمجھ سکتا ہے کہ دونوں منہات کی تفسیر میں کوئی فرق نہیں ہے اس لئے کہ صبر پارہ
قریش کی قرابت کا نام ہے جو دستور کے بہت ہی قریب میں مشابہت ہے اور وہ دونوں سے وہ ہر دو نام ہیں
اور جو اہل ایمان ہیں وہ اس سے بھی زیادہ خاص قرابت کے حقدار ہیں۔ جیسا کہ خود دستور ﷺ سے اس آیت میں
تشریح میں ارشاد پاک منقول ہے کہ

إِلَّا تَصِلُوا قُرَابَتِي فَسَكُمُ

میری قربت کا لگاؤ (قربت حقیقی زیادہ دین میں حساب سے لحاظ رکھنا چاہئے)

میرزا خانہ کی نے تجھ کو اب میں سمجھا ہے کہ اس سے اب اس سے بھی کمتر ہے سعید بن ابی ہریرہ سے کہ وہ بہت

ماتحت ہے۔

تفسير مودة القربى:

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ تعالیٰ تین سو۶۰۰ کی تفسیر میں فرماتے ہیں :-

ہام مہوی نے ہام مہمی کی روایت سے حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے کہ تم میری قرابت کا جائزہ مجھ سے (حسب تقاضا قرابت) موڈت کرو اور میرے رشتہ قرابت کو بوز سے رتبہ ہام مجاہد، متماثل، سدن اور خجاک نے بھی یہی مطلب بیان کیا

۱۔ سوچی سوچ کر قربانی کی اہمیت کی کلی منسوخی سے موافق قول لہرے لہرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ
 "یہ قیاس ناپند یہ کہ ہے یہ کلمہ رسالہ اللہ ﷺ سے محبت اور پرہیزگار ہونا غصہ ﷺ سے اور رونا
 اور آپ کے قارب سے محبت اور ایمانی فرائض میں سے ہے۔"

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی اپنا قصیدہ (جو کہ تمام اہل سنت کا قصیدہ ہے) بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں

”میں جانتا ہوں کہ میں شک نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ”رَبِّ“ کے قارب سے محبت تو
 فرضِ محکم ہے جو منسوب نہیں ہو سکتا۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے جنت جہن
 کا حکم منسوب نہ کیا گیا ہو۔“

”گئے فرماتے ہیں کہ۔“

”مذہب کو تبلیغ کا حق قرار دینا شرعی نہیں مجازی ہے۔ جنت جہن میں ہونے کی وجہ سے
 موت و تدبیر یا رب یونکہ شرعی جنت تو وہ ہوتی ہے جو جنت کے ٹکڑے کے لئے
 مفید ہو۔ اور وہ خدا اس سے فائدہ مند نہ ہو سکتا۔ رسول اللہ ﷺ سے محبت سے اس کو وہاں
 ایمان کا درجہ حاصل ہو گا۔ ان کے ہمارے یہاں یہ آیت مذکورہ میں موجود ہے۔ اتر لی
 یہی تفسیر ہے۔ صحیح ہے کہ میں تم سے کہ یہ چاہتا ہوں کہ میرے اقربا میرے اہل بیت
 اور میری قوم سے محبت کرو۔“

سلاسل تصوف کا سرخیل و سرچشمہ اہل بیت ہیں:

حضرت پانی پتی کہتے ہیں

رسول اللہ ﷺ تو شریکی نبی تھے آپ سے بعد کوئی نبی نہ ہونے والا نہ تھا آپ سے بعد فرض
 تبلیغ ہو گیا۔ یہ سلاسل میں علماء، نظام ہوں یا علماء، بائیں (فتحا محمد شین) اور
 تصوف) نے اپنے نبی کو ان کے علم و یاب نے آپ سے محبت کہ اپنے اہل بیت سے
 محبت رکھنے کی تبلیغ کریں۔ یونکہ امام مسلمین حضرت علی رضی اللہ عنہ جیہ و رضی اللہ عنہ اہل بیت جو
 آپ کی اصل میں سے ہوئے۔ مآلات و اہل بیت کے نسب تھے۔ ان میں سے رسول اللہ
 ﷺ نے رشتہ فرمایا کہ میں علم کا شہنشاہ ہوں اور علی اس کا (میں) اصل ہونے کا) اور وہ
 ہیں۔ صبرانی و مرزائی نے حضرت جابر سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ اس روایت

کی تا پیری شہداء و محدثیں بھی ہیں جن نے راوی حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس
 و حضرت علی بن عامر نے بھی اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ یہی باعث ہے کہ اکثر مشائخ
 کے حلقے میں اہل بیت تک پہنچتے ہیں۔ مآلات اہل بیت بہت قوت سے دیا ہوئے
 ہیں جیسے نوٹ الثعلبی میں ابن شیبہ و تھامہ و بیہقی و بیہقی و بیہقی و بیہقی
 نقشبہ و سید محمد و بیہقی و سید ابوالحسن ثمالی (حضرت سید معین الدین چشتی بیہقی،
 حضرت شاہ محمد بن، حضرت سید محمد بن و دراز، سید محمد احمد بدینی، بیہقی معروف
 سلطان و بیہقی، سید محمد بن، بیہقی، معروف چشتی، بیہقی، سید شرف الدین
 محمد حیم بیہقی، بیہقی، سید آدم بدینی، سید محمد شریف، سید محمد شریف لکھنوی، بیہقی)
 وغیرہ بھی مراد ہے حدیث مبارک

إِنِّي نَارُكُمْ الثَّعْلَبِي كِتَابُ اللَّهِ وَنُورِي

نور محمدی نے کہا ہے کہ اَبَا النُّمُودُو فِي الْقُرْبَى "میں سیدنا، تابع ہے اور () کا
 معنی ہیں ہے () ہے اپنے بھائی یعنی پڑپڑا مطلب یہ ہے کہ میں تم سے ہی نور محمدی کا
 باطن طلب گار نہیں ہوں میں میری قربت بہتم سے ہے جس کی طرف متوجہ رہتا
 ہوں ورنہ اس قربت چاہتا ہوں حضرت زید بن ارقم کی روایت راوی حدیث
 اَدَّكَرَكَمُ اللَّهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي
 میں ان مطلب کا اظہار کیا گیا ہے۔

۴ گے فرماتے ہیں

کہ رسول اللہ ﷺ نے جو اپنی اور اپنے اہل بیت کی نسبت رکھنے کا حکم دیا ہے۔
 تاکہ امت کو فائدہ پہنچے جس کی تائید حدیث سے ہو رہی ہے۔ فرمایا ہے۔
 وَمَنْ شَرَفَ حَسَنَ بَدَلَهُ فَمِنْ حَسَا (القرآن)

شرح فقہ الاہل باطنی قاری رحمت اللہ علیہ فتاویٰ (۱) امام اعظمؒ کی فتاویٰ کے متعلق تفسیر ہے (۲) کے شرح
میں اہل سنت کا موقف تحریر کرتے ہیں۔

وكان السلف، جعلوا من علامات السنة و الجماعة تفصيل الشحین
ومحبة الحسين. ۱

کارین امت کے ہاں اہل سنت و جماعت کی علامات میں سے سنت شیعین
یوہرہ عمر کی محبت و رحمت سے سینہ میں حسینؑ کی محبت ہے
ہاں جو شخص صحت و جنت میں عاید مقید، خواہ یہ میں فرماتے ہیں کہ

”ومن أحسن القول في أصحاب رسول الله وأرواحه الطاهرات من
كل دس ودریانه المقدسين من كل دس ودریانه من الطاهرين. ۲

ترجمہ:

یہ وہی صحابہ و ائمہ زہد و عبادت اور زہدیت و تقویٰ کے بارے میں تفسیر و تفسیر
ہے۔ ان کی بات کتاب و مناقب سے برتری ہے
معاذ اللہ کہ ان دونوں میں یہ یقین نہ ہو کہ اہل باطن میں خیال رحمت و عبادت ہے۔

حنسور کی اپنی اولاد کے بارے میں وصیت:

ہم صحابہ کے مقررین نے شرح میں امام ابن ابی عمیرؒ کی فتاویٰ رحمت مسرور شریف میں سنت و عبادت
رقم سے روایت ہے۔

قام فبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم حفضنا بماء بدسي حفا بني الهمة و
المدنية فقال أما بعد ألا يا أيها الناس فانما أنا بشر يوشك أن تأتي
رسول ربِّي فأحييت وانا نازل فيكم التلخيص أوليما كتاب الله فيه
الهدى والنور فحدوا بكتاب الله واسمكم كواكب فحث علي كتاب الله
ورغب فيه ثم قال واهل بيبي أذكركم الله في أهلكم بني ثلاثاً ۳

ترجمہ:

خلفہ کرم اللہ وجہہ نے اپنے لیے لے لیا۔ وہ دے قم مائی پائی کے پاس ہوئے مدینہ منورہ
مکہ کے ارمیوں پہ جس آپ نے فرمایا کہ آگاہ ہوا کہ لوگوں میں یہ نشان ہوں
قریب ہے۔ خدا کا فرستادہ میرے پاس ہے اور میں اس کی موت پر سبک دہوں
(یعنی موت کا جام پیوں) میں تمہارے پاس دو بھاری چیزیں چھوڑ رہا ہوں ان
میں سے ہنی تاب اللہ (قرآن) ہے اس میں ہدایت اور روشنی ہے پس خدا کی تاب
نوپڑوہ ورنہ کسی سے تمام موت آپ نے اس کے لیے ابھارا اور تائب ہی چہ فرمایا کہ
اور ان چیز میں سے اہل بیت میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں حدیث کی
تائید رہتا ہوں یہ تیس احادیث ہیں۔

مستدرک حاکم میں بھی اس سے زید بن روایت ان الفاظ کے ساتھ ہیں۔

إني قد تركت فيكم الثقلين أحدهما أكبر من الآخر كتاب الله عز وجل
وعتري فاعتروا كيف يحلموني فيهما فابهما لي بعترا حتى يردا علي
الخصوص.

یہ روایت جابر بن عبد اللہ اور دیگر صحابہ سے بھی مروی ہے خواہ اہل بیت علیہم السلام کی سند عالیہ سند
مذہب سے بھی یہ حدیث مروی ہے پنا نچہ امام باقر علیہ السلام نے امام زین العابدین نے اہل بیت میں مرثیوں سے
حافظ غامدی نے اسے اس کتاب میں نقل کیا ہے۔

من حديث عبدالله بن موسى عن أبيه عن عبدالله بن حسن عن أبيه
عن حماد بن علي رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال
إني مخلف ما بينكم وبين رسول الله صلى الله عليه وسلم من كتاب الله عز وجل
طرفه باندنكم وعتري أهلي نتي ولي بعترا حتى يردا علي الخصوص.

جامع ترمذی میں حضرت ابو ذر غفاریؓ کی وہ مشہور روایت بھی ہے جو آپ نے حبشہ کے دورے کی زنجیر

پھر یہ ن کر کے بیان کی کہ

سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله أبي نازك فمكهم النملس كتاب الله
وعترني فإبهمالي بمرفقا حتى بردا على الحوص فأنزلوا كيف يحلموني
فيهما ۛ

مسند ز میں حضرت ابو یوسف نے روایت میں متنی کی تبدیلیں کیا ہیں۔

جو ظاہری و باطنی لحاظ سے پاک ہیں:

حضرت امام شافعی نے صحیح میں فضائل اہل بیت سے باب میں حضرت امام شافعی نے روایت نقل کی

پ۔

حرج السبی صلی اللہ علیہ وسلم داب عداد وتلیہ مرط مرحل من شعر
أسود وحا. الحسن بن علی رضى الله عنه فأد حله نه حا. الحسين رضى
الله عنه فأد حله نه حا. فاضمة رضى الله عنها فأد حليها نه حا. علي
فأد حله نه قال "إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت
ويطهركم تطهيرا ۛ

یہ روایت مرقی محاسبہ مرام سے بھی مروی ہے اور ان میں سے بعض میں حدیث کا یہ اضافہ بھی ہے۔

اللهم هؤلاء أهل بيتي وأهل بيتي أحق

یہ حدیث امام شافعی نے روایت کی ہے اور ان میں سے بعض نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے

سید کوچا کے بیچ، لہذا یہ روایت امام شافعی نے روایت کی ہے اور ان میں سے بعض نے امام شافعی سے روایت کی ہے

اور ان میں سے بعض نے امام شافعی سے روایت کی ہے اور ان میں سے بعض نے امام شافعی سے روایت کی ہے

ن۔

عن أبي حمزة أن الحسن بن علي رضي الله عنهما أستحلف حين
قل تلي رضى الله عنه قال فيهما هو صلى الله عليه وآله وأد حله نه حا. علي
فأد حله نه قال "إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت
ويطهركم تطهيرا ۛ

بحجر ورحم حصی أنه بلغه أن الذي طعمه رجل من بني أسد وحصی
ساحد، فقال يا أهل العراق انتم والله قسا فانا أمرناكم وصفاكم ووصی
أهل بيت الذي قال الله عز وجل إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس
أهل البيت ويطهر كرم بطهر فقال قمارا لنوليننا حصی بقی أحد من
أهل المسجد إلا وهو نحن بكم.

یعنی حضرت علی بن شہادت کے بعد حضرت اس خاندان شہادت کے یہ انوار کے
اور ان صاحبان کے جس جہد میں تھے، اس کے یہ شہادت کے آپ پر خوار یا تو
آپ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا، اے اہل عراق مارے مارے میں تم سے ارم
میں مارے میرے دشمنان میں اور ہم ان اہل بیت میں سے ہیں۔ ان کی پناہ کا
مدد کرتے ہیں یا آپ۔ (ایما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس بقی روایت پر بھی آپ بار بار یہ
آیت فرماتے یہاں تک تمام مسجد والے وہی آیت کہتے رہے۔

وہ بیت میں آپ نے حضرت زین العابدین کے ماتم شام میں کسی نے درش ٹولی لی اس پر آپ نے اس سے
پوچھا کیا تم نے سورہ تہ پڑھی یہ آیت نہیں پڑھی اور آیت تفسیر پڑھوئی اور فرمایا اس آیت سے مراد ہم ہی ہیں۔
اہل بیت کی تعظیم شعار اللہ کی تعظیم ہے:

مشہور حدیث ہاقیہ حضرت امام ذہبی، ابن ابی شیبہ، تاج الدین، صاحبین میں یہ باب
اکرام اہل بیت رسول اللہ وبنان فضلیہ سے مناسبت قائم یا آپ نے ان میں وہ بات کہ ہے۔ یہاں
ایما یرید اللہ لایہ یعنی یہ تفسیر۔ سورہ کی آیت سورہ حج سے ہے! کہ ہیں۔
ومن نعظم شاعر اللہ فاینما من تقوی القلوب (۲)

ترجمہ:

اور جو کسی نے اللہ کے نام میں چیزوں کا معمول کی پرستش گاری کی بات ہے۔

س طرح ماموہ کی جیسے جلیل القدر محدث و نقیبہ کے انتخاب و تشہاد سے یہ بات میں ہو جاتی ہے۔
اہل بیت علیہم السلام بھی شعائر اللہ ہیں ان کی تعظیم پر مؤمنان پر فائز ہے یہ نقل و ثمار ان تعظیم و حقیت میں اللہ ہی کی تعظیم ہے۔

مسئلہ چھ:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ میں فرماتے ہیں کہ

وَيَحْمَدُونَ نَعْمَى أَهْلَ السَّمَةِ أَهْلَ بَيْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَسَوْ لَوْ بَيْنَهُمْ وَ يَحْفَضُونَ فِيهِمْ وَ صَفَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حَيْثُ قَالَ يَوْمَ عَدِيرِ خَيْمٍ أَدَّكَرَكُمْ اللَّهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي (۱)

ترجمہ:

اہل سنت و جماعت اہل بیت نبوی علیہ السلام سے محبت کرتے ہیں اور ان سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کے بارے میں حضور اکرم علیہ السلام کی وصیت مبارک کی پاسداری کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو آپ کے بعد پر تم کے مقام پر اپنی امت و اولاد میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں بھلائی کی وصیت فرمائیں گے کہ تمہیں ہیں
وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَمَّا اسْكَى إِلَهُ أَنْ بَعَثَ قُرَيْشٌ بِحَمُوءِ بَنِي
هَاشِمٍ فَقَالَ وَالِدِي نَعْمَى بَدَدَ لَا يَوْمُونَ حَتَّى يَحْكُمَ اللَّهُ وَلَهُ أَمْرٌ
رَوَاهُ أَحْمَدُ (۲)

ترجمہ:

حضرت عباسؓ نے آپ ﷺ سے قریش قبیلہ کی بے رخی کی حمایت کی تو آپ نے فرمایا اس بات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کوئی اس وقت تک مؤمن میں ہو تا جب تک کہ وہ تم سے محبت نہ کریں اللہ نے اے میرے رشتہ کے حامی ہیں۔

اہل تاب میں شارح فقیرہ واسطیہ ملتے ہیں کہ۔ اہل بیت سے اس حدیث میں مراد حضور اکرم ﷺ ہے وہ شہداء و شہداء ہیں نہ ان پر صدق برام ہے۔ اہل علی اہل بیت اہل بیت عباس اور بنو الحارث بن عبد المطلب اور حضور ﷺ ان زون مسخرات و رآپ فی بیایا آپ نے اہل بیت ہیں۔ جیسا کہ اللہ نے فرمایا۔

إِنَّمَا يَرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا
احزاب ۳۳

”گئے فرماتے ہیں۔“

فَإِھْلَ الْبَيْتِ یُحِبُّوْهُمُ وَیُحِبُّوْهُمُ لِأَن دَالِکَ مِنْ إِحْبَآءِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّامُہِ وَلَا اِنَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ قَدْ اَمَرَ بِدَالِکَ قَالَ یَعَالٰی قُلْ لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَحْرًا اِلَّا الْمَوْدَۃَ فِی الْقُرْبٰی (۱)

”یعنی اہل بیت، جماعت خداوند، اہل بیت نظام سے محبت کرتے ہیں اور ان کی تعظیم، جو کہتے ہیں یہ اہل بیت سے محبت اور ان کا احترام اللہ کے رسول سے محبت و احترام کے مانند ہے اور اللہ اور رسول اکرم دونوں نے اس کا حکم دیا ہے جیسا کہ اللہ کا ارشاد پاک ہے کہ پیغمبر آپ کہ میں تم سے کوئی چیز طلب نہیں کرتا مگر میری قربت کا لحاظ اور ان سے محبت۔“

مودۃ القربی کے مصداق:

حافظ ابن کثیر نے شرح مرقاۃ تفسیر میں ”امام طبری اپنی تفسیر میں اور حاکم بخاری نے مستدرک میں سند سے راویوں سے نقل کرتے ہیں کہ۔“

”سب حضرات ابن عباس رضی اللہ عنہما اہل بیت کے ساتھ پابند ”ان ربی سے عشق، یا یہ تو عشق میں ہی ایک ثانی نے لحد کے مورخین سے مانگے ہمارے لئے کا شکر ہے۔“ انہوں نے تمہیں قتل یا زخمی، تیس سال بعد ”میرے“ کی پٹک ٹانگی تو حضرت

زین العابدین نے فرمایا کہ 'یا تو نے قرآن پڑھا ہے ثامی نے جو بایا۔ وہاں میں
نے پڑھا ہے حضرت زین العابدین نے پھر فرمایا 'یا تو نے قرآن پڑھا ہے۔ ثامی نے
کہا۔ وہاں میں نے قرآن پڑھا ہے۔' قرآن میں پڑھا حضرت زین العابدین نے فرمایا
تو نے یہ بیت

قل لا استلکم علیہ احرا الا المودة فی التربی

نہیں پڑھی۔ تو ثامی نے کہا کہ کیا اس آیت کا مصداق آپ ہی ہیں آپ نے جو بایا
ہاں۔

حافظ سخاوی، اور امام ابن ابی ہوشب نے اہل بیت ہی کی سند سے حضرت حسن کا قرآن نقل کیا ہے۔
"آپ نے طلب کیا ہے کہ فرمایا کہ جب ہم اہل بیت میں سے ہیں ان سے محبت اور
مودة اللہ نے ہر مسم پر فاش کی ہے پس اللہ نے اپنے نبی سے ہوا کہ
قل لا استلکم علیہ احرا الا المودة فی التربی ومن يعرف حسنة بردلہ
فیہا حسنا

پس قرآن مجید سے مراد اہل بیت سے محبت مودة ہے۔

محبت اہل بیت تکمیل ایمان:

تاریخ فقیدہ، سطحی بحث میں کہ

حضرت علیؑ کا زمانہ اپنے بچا ماس سے کہ قسم ہے اس وقت دنیا نے ہاتھ میں
میری زبان ہے میں مومن نہ ہوتے یہاں تک کہ وہ آپ سے محبت کریں لہذا لے لے اور
میری قربت ہے وہی سے ہوا

پس اس کا مطلب یہ ہے کہ کن بھی شخص کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوا جب تک وہ ہمارے اہل

بیت سے محبت نہ رکھے پلاسبب محبت کا تہ نہ لے لے یہ بتل اہل بیت اللہ کے یہاں میں سے ہیں اور وہ اللہ سے
نیک و فرماں بردار ہوں میں سے ہیں جن سے محبت و تعلق سب بے ان سے محبت نہ ہو سب کا وہ مقدمہ
مہربان ہوئے ہوئے ہیں بے ہر جو ان کی نسبت سے ہوئے ہیں بے آگے لکھتے ہیں کہ اہل سنت و اہل عت
روافض کے طریقے سے ہر بات کا شمار کرتے ہیں جو انہوں نے ظاہر کیا اور اہل سنت و اہل عت ماسیوں سے بھی
برسات ظاہر کرتے ہیں جو انہوں نے اہل بیت نظام کی بدولت میں اپنے مذہب یا ان مقاصد کے لئے تحریک بخانی۔

حضور ﷺ کا رشتہ باعث نجات ہے:

خاتم النبیین محمد بن عبد بن معروف امام ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مختصر زمانہ علم الطبیعی فی شرح
الطہ (۱) میں تفصیل کے ساتھ سب طایفہ کے مافی ہونے اور نہ ہونے پر بحث کی ہے ورنہ انی اور بیت طہ کے
فضائل و مناقب میں احادیث نقل کرتے ہیں۔ منہجہ راہ بطور ان کی ایک روایت نقل کرتے ہیں یہ منہجہ راہ

ما مال اقوام برعمون ان قرابی لا یتع ان کل سبب و سبب مصلح یوم

القیامۃ الا سببی و سببی وان رحمی موصولۃ فی الدنیا والاخرۃ ۲

یعنی انہوں نے بیان کیا ہے کہ جو رشتہ میں ہے وہ رشتہ قرابت قائم و مستقیم ہے ورنہ

بے سبب و تعلق قیامت کے دن ختم ہو جائے گا اور اسی سے سبب و تعلق کے

بے شک میرے رشتہ و یا رشتہ کے دونوں میں قائم رہے گا۔

عجیب قوی استدلال:

حدیث باب کے ذکر کے بعد امام ثانی قرآن کی ایک آیت سے ثبوت قشہا کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

”ثبوت قرابت رحم یہاں نہ قائم و مستقیم ہونی حالانکہ قرآن میں ہے۔“

اما الحداد فکان للامی سببی فی المدینۃ وکان رحمہ کبر لہما وکان

ابوہما صالحا کہف ۳

ان بچوں کے ذہن و مدینہ کو ایک کہا گیا ہے ان کے اور ان بچوں کے درمیان سات پشتوں کا رشتہ ہے

”گئے فرماتے ہیں۔

فلانس فی حفظہ درسد علی اللہ علیہ وسلم واهل بیتہ فد وان کثرت
الوسائط یسہم ویسہ ۔

یعنی حسب قرآن مجید وہاں کہ جس کے قابل تحریم و تحریم بتاتا ہے کہ ان کے باہر میں سے سات پشت
پہلے کے وہ مدین نیک تھے تو حضور ﷺ کے والد اطہار تو ان سے تھے ہی اور بے زیورہ حق تحریم و تعلیم ہوتے
تھے والدین۔

ہام حضرت الصادقؑ کا ارشاد نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

ولیدا قال حضرت الصادق رضی اللہ عنہ فیما آخر حد الحافظ عبد العزیز
بن الاحمر فی معالیہ العبرہ السبوتہ ”احتضنوا قیما ما حمت العبد الصالح
فی البیتین وکان ابوہما صالحا“

ہام حضرت صادقؑ فرماتے ہیں کہ ہمارے حقوق کی محافظت دلیو بھال میں طرح رہے ہیں
حضرت خیر علیہ السلام نے ان وہ شہیم چوں کے حقوق کی دلیو بھال کی تھی ان سے
مدین نیک تھے۔

غور و فکر کا مقام ہے نہ حضرت خیر علیہ السلام حضرت خیر علیہ السلام کی تعلیم پر ہے ہیں یہ مقام پر ہیں
اور اس کی ہولی ہے اور اس دیوار کے مالک وہ شہیم بنے ہیں اور اس دیوار سے نیچے نہ پہنچا ہوا ہے ہونے ہوتوں
مفسرین سات پشت پہلے کے والدین کا دفن یا دوبارہ وہ نیک تھے جس سبب اس دیوار کی
وہ وہ عزت و تہیں بروری میں تھے ان کا مال محفوظ رہا وہ بعد میں فائدہ دے سکیں۔

تو رسالت مآب کے والد اطہار تو بد مذہبی و شقاق رہتے ہیں کہ ان سے محبت و عقیدت رکھی جائے نہ
کے حقوق کی حمایت و محافظت نہایت درجہ کی جائے اس پر تہہ ”یہ والدین علیہ السلام کی والدین و طہر و عزت میں یہ نہ
روزگار ہیں۔

یہاں بعض حضرات ہیں بے مقصد۔ بے کام تحقیق کی رو میں بہا کر لیتے ہیں کہ حضور ﷺ کا نسب کسی کو فائدہ نہیں دے گا۔ یہاں بعض حضرات تو ان کا یہ اسامیے کے لیے کاغذ پر زور دیتے ہوئے غرق ہوتا اور عبد اللہ بن ابی بن ہاشم کے لیے حضور ﷺ کی اہمیت کا مفید نہ ہونا اور سمرانی و مدیث ہاشمی میں اپنی ولادت سے انہماک میں مبادرت کے لیے کہا گیا ہے بیان کرتے ہیں۔

ما نکہ ایمان کی دولت سے محروم نہ ہوں نہ ایمان بن فون کا اور نہ حضور ﷺ کی نیت اور ان کے عزم و تقویٰ و طہارت علم و عمل سے مینا رہیں سے اس طرح یہ سنا ہے ان نام نامہ متکبرین کے مقابلہ میں بعض لوگ اندھی عقیدت میں حضور ﷺ کی عظمت و حریم پر یہاں سے لے کر ثابت کرتے ہیں یہاں تک کہ کافر و مجرم و منافق کے لیے بھی اس پر شک و متنبہ سمجھتے ہیں کہ عند قہن اس طرح کی شئی سے توبہ نہ ہوتا ہے۔

قول فیصل:

حضرت تیسرے وقت تک شریف علی ترمذی رحمہ اللہ نے اس پر اپنی خوبصورت مرقع لکھ دی ہے۔ حضرت ہاشمی و ترمذی و ترمذی کی تحصیل کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ جب تالیف بنایاں و عمل دے کے لے بغیر ایمان کے سب سے متعلق تہذیب نافع نہیں ہے جیسے ایمان بن فون کے لیے حضرت فون کا یہاں نافع نہ ہو اور میں منانقیس کہ یہ بنی علیہ السلام کی قیاس اور جب ایمان و عمل دونوں ہوں تو نسب بھی تحقق بھی ہو چکا ہے جیسا کہ حضور ﷺ کی ولادت سے ہمارے میں حضور ﷺ کے ارشادات بڑی کثرت سے دیکھے ہیں۔ قرآن پاک بھی اس معتدل نظر پر مبنی ہے۔

والدس اموا وانبعہم در تبعہ با ایمان الحقما یعم ذر تبعہ وما آلتہم من
عمہم میں شکی ضرور

ترجمہ: مومن جو ایمان دے لے ہیں اس کی ولادت ایمان والی ہے تو مومن بھی ان کے ساتھ حق دیتے ہیں۔ عمل میں یہ نہ کسی ہوں تو بھی یہ نہ دے دیں گے۔

یہی بات حضرت بن عباس سے بھی منقول ہے۔

برہمے قرآن و حدیث کی قیامت سے اس دشمن نے ماتحت آپ کی گلی اور پچھلی تمام ٹیک و رمون و ماتحت ہوں کی ورن سے ممت کرنے والوں کے لئے شفاعت کا سامان ہوگا۔ انہوں نے نہیں سمجھا یہ تحقیق کے نام پر تو لے گا۔ وہ اس منہ سے سنو ﷺ کا ماننا نہیں گئے۔ یوں ان کے خلاف آپ ﷺ کی مدعی طرف سے مدعی خواہر و رکائات ہوں گے۔

بزرگوں کو اپنی اولاد کا خیال رہتا ہے:

یہ بحث کے دوران حضرت قحطانی ایک واقعہ درج فرماتے ہیں جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ بزرگوں کو اپنی اولاد کا کتنا خیال رہتا ہے فرماتے ہیں کہ میری چوتھی سالہ اپنے گھر پر لڑکیوں و چھاتی تھیں ورنی سے معذرت وغیرہ۔ چھوٹی تھیں یہاں یہاں یہاں یہاں پر تھیں۔ انی و مانی تھیں۔ یہی روز رات کو ہیں کے حضرت ورنی رضی اللہ عنہما کو خوب میں دیکھا کہ آپ فرماری ہیں کہ ماما، ماما میری پٹی کا ممت سے پڑھا۔ حضرت قحطانی فرماتے ہیں کہ یہی طرح اور بہت سی بشارتیں اور منامات ہیں ان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہاں اللہ کو اپنی اولاد کا خیال رہتا ہے۔

دشمن برہمہ ﷺ تین رہا۔ خیال ہے جیسا کہ

حضرت نسیم کی شہادت سے اس دشمن ﷺ کو خوب میں حضرت ماما اور حضرت ماما میں ہوں انہوں نے دیکھا کہ آپ پریشان حال تھے۔ چہ بہا بہا تھیں۔ آپ مر رہے تھے میں خون سے جھری ہوئی شیشیاب فرماتے ہیں کہ میں نسیم ورن سے مامیوں کا خون پی کر مر رہا ہوں۔

حافظ سخاوی نے تہذیب میں یہ واقعات اس قبیل سے درج کیے ہیں کہ میں یہ یاد ہے کہ اس دشمن ﷺ میں کی کو سہمہ پیچنے پر سنو ﷺ خوش نظر آتے ہیں اور سہمہ تکبیر، سینے پر سنو ﷺ مارش مراکشی ایسا ہے، یہ میں مرعش فرماتے نظر آتے ہیں۔

فاروق اعظمؓ کی حضور ﷺ سے رشتہ داری کے لئے کوشش:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت ام کلثوم بنت علیؓ کی نواسی رملہؓ سے شادی کا واقعہ ہم ہر جا بیت سنی سمور پر جہاں اس میں صحابہ کرام بائیسویں سال، شہدین کے گلیو تعلقات کا پتہ چلتا ہے اس سے زیادہ رشتہ نبوی و میت و حق و رور و مہم ہوتا ہے۔

حافظ شاہ کی نے کتاب میں بنی حاک نے اپنی یہ تہ میں مورخہ محدثین نے بھی مختلف سندوں سے یہ واقعہ نقل کیا ہے۔

حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کی بیٹی حضرت ام کلثومؓ سے شادی کے لئے نکاح کا پیغام بھیجا۔ حضرت علیؓ نے اپنے ساتھ انہوں حضرت ام کلثومؓ سے بیویں حضرت سہیلؓ سے فرمایا کہ ام کلثومؓ کی تانی حضرت عمرؓ سے رہیں انہوں نے فرمایا یہ بھی عام عورتوں کی طرح ہیں خود میلہ رکھے اس پر حضرت علیؓ ناراض ہوئے تو حضرت حسینؓ نے آپؓ کا ہاتھ تھام کر فرمایا کہ اے مارے باپ کی ناراضگی اور فرقت دہرے لئے ناقابلِ رجوع است بچنا چاہیں انہوں نے سیدہ ام کلثومؓ کو حضرت عمرؓ سے یہ کہہ کر حضرت عمرؓ سے کہا بیا یہ تو ابھی چھوٹی بیٹی ہے آپؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

كل سب و نسب سقطن يوم القيامة ! لاسبي و لاسبي و كل ولد ام فان عصيتهم لأبيهم ما خلا ولد فاطمه فإني أنا أبوهم وعصيتهم (۱)

ترجمہ:

”ہر تعلق و رشتہ قیامت سے وہی قائم ہو گا میں گئے سوائے میرے تعلق و رشتہ سے اور
 ہم بچے ماں کا اس کا عصبہ اس کے والد کی طرف ہوتا ہے سوائے فاطمہؑ و ادا کا کیونکہ
 ان کا عصبہ اور باپ میں ہی ہوں“

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ اس لئے میں نے پیسہ لیا کہ میرے ہر رشتہ و تعلق کے ارشاد میں
 بھی تعلق و نسبت رشتہ سے ہی قائم ہو (تاکہ قیامت کے دن یہ رشتہ نبات کا وادہ ہو)۔
 ہر تعلق سے وہی و تعلق نہ ہو کم نکتہ بار بار ہوا کہ میرا رشتہ و تعلق سے رشتہ و تعلق قائم
 ہو ہے۔ حضرت عمرؓ کی روایت یہ حدیث آپؐ سے ماہر و حضرت بن عباسؓ حضرت
 بن عمرؓ حضرت مسور بن مخزومؓ سے بھی مروی ہے۔

امام شامی کا فیصلہ و فتویٰ:

”نثر میں امام شامی نے تہیہ و تہنیت کا اظہار اس دلیلیانہ انداز سے فرماتے ہیں۔“

بشهادة ما تقدم من التصوص الدالة على ان بسند الشريف رافع لدريد
 الظاهره وانهم اسعد الانام في الدنيا والاخرة لقد اكرم في الدنيا
 مواليهم حتى حرم احد الركاة عليهم وما دالب لالا بسا بهم إلبهم ولم
 يفرق بين طائعتهم وعاصيتهم فكيف ومع انهم مكرم لأحليهم ومعتل
 عسى غيرهم لمصلتهم مسبون بسب حقيقه إلى أشرف المخلوقات
 وأفضل اهل الأرض والسموات الذي أكرمه تعالى بما لا يبلغ لافله
 خلق الكون لأحله وسمعه بما لا يحصى من اهل الكائنات المصيرين عليها
 فضلاً عن الصغار وأسكنهم لأحله فسبح الحنان وسبل عليهم رداً
 العمى والعراى اولا بكرمه بانقاد ولده الذي هم بضعة من جسده ويرفعهم
 إلى الدرجه العليا كما رفعهم علي أئمان الأنام في الدنيا وحاشاه صلى

اللہ عنہ وسلم ان شمع بالاباعد ونصعبہ و نسی قرابہم لہ
ونقلعہم محمودہ رسائل

حضرت نبوی صحابہ کرام و اکابرین امت کی نظر میں:

یوں تو اس مضمون پر یہ مسئلہ تعلیم تہذیب و جہاد میں اس قدر اہمیت ہے کہ اس پر کتب و رسائل لکھے جائیں۔

خلیفہ رسول ﷺ اور آل رسول ﷺ:

خلیفہ رسول ﷺ افضل مشائخ و انبیاء دین ہے جو ہر مسلمان کے بارے میں بخاری شریف میں آیا ہے۔
”پس اس کے بعد“

”ارقبوا محمد اہل بیہ“

یہ نبوی فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ

خمس درم ﷺ کے اہل بیت کی حمایت و احترام و احترام و احترام
رشتہ کے سب سے زیادہ قیمتی و عزیز و عزیزان کے حقوق کی بجا آوری ہے۔

یہ خلیفہ رسول ﷺ کی امت کو اہل بیت کے بارے میں وصیت ہے۔

وہ بخاری شریف میں بھی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”والدی نسی بدہ لقراۃ رسول اللہ أحب الی ان اصل من قرابی“

مذہب کی قسم میرے لئے یہاں یہ خمس درم ﷺ کے قرابت و رشتہ کے زیادہ عزیز و عزیز کے حقوق کا تحقق ہیں۔

شبیبہ الرسول ﷺ:

یہ صحابی رضی اللہ عنہ ہیں کہ

حضرت ابو ہریرہ نے حضرت انس کو اپنے لہجوں پر احمایہ و حضرت علی کے رشتہ فرمایا

میرے باپ کی قسم میں یہ آدمی لڑھکے ہوئے ہوں، بوٹی کا شیعہ باپ کی ہاشیہ نہیں
 باپ و حضرت علیؑ کی مسکن باپ تھے۔

”ن سن و و یو حسین حسین کو یو یو“
 دونوں میں جلوہ ریز جہاں رس باپ
ابوبکرؓ اور اہل بیت کی تعظیم:

ارتقن میں یہ رویت ہے کہ

حضرت ابن عباسؓ نے باپ کے پاس ”آپ اس وقت منہ رسول ﷺ پر تھے نہیں
 نے“ براہ میرے باپ (حسنہ علیہ السلام) نے ”تو سے“ میں ”آپ کے فرمایا تو سے“ ہی
 ہا باپ خدا کی قسم یہ جلد تیرے باپ ہی کی باپ ”آپ نے نہیں پر“ کو میں بھایا
 ور رہنے کے

یہ سنت و تعظیم کی اعلیٰ مثال ہے۔

مکرم اہل بیت حضور ﷺ کی ولداری ہے:

حضرت انسؓ کا رشا باپ یہ حسنہ علیہ السلام مسجد میں تشریف و ماتھے کہ

”حضرت علیؑ کے ور مایم نے سے بعد لڑے، ور جیسے کے لئے جلد، بیٹے کے حضور
 ﷺ صحابہ کے پڑھانے کے طرف، بیٹے کے لئے کہ ان کے لئے جلد، باپ۔
 حضرت ابو بکرؓ کے، میں جانب بیٹھے ہوئے تھے آپ اپنی جگہ سے ہٹ گئے اور ان
 کے لئے جلد خان، وہی اور فرمایا ”ان میں تشریف ایسا“ و ”تو سے“ ﷺ ور
 حضرت ابو بکرؓ کے درمیان میں کے حسنہ علیہ السلام کے پڑے، خوشی سے ”مارتھ“ نے کے
 ”آپ نے حضرت ابو بکرؓ سے فرمایا۔ اہل فضل کی فضیلت صاحب فضل ہی جانتا ہے۔“
 ہی طرح کا، تھو حضرت ابو بکرؓ کا حضرت عباسؓ عم الرسولؐ کو جگہ، اپنے کا بھی ”تا باپ۔“

سادات کی زیارت بھی عبادت ہے:

بن عبدالبر مالکی نے لکھا ہے کہ

ورنہ صحت بدتر ہو جائے گی۔ تاہم یہ بھی غفلت محاسن سے سوار حالت میں نہیں ملتا تھے بلکہ سوار کی
سے نرتے ورنہ صحت محاسن کی ورنہ کاروبار نہ ملتا تھے بلکہ ازمین بہت سی روایات کے ساتھ ساتھ
خمسویہ ورنہ صحت ورنہ صحت کو بیان کرتی ہیں۔

یہ نامیرا مومنین و رواقِ عظیم رضی اللہ عنہ کے بارے میں بتاتا ہے کہ آپ نے حضرت عباسؓ کے مہم
نے پر نکتہ فرمایا۔
حضور کی خوشی میں خوشی:

تاریخ

قرب الی اللہ کے لئے قربی رسول سے قرابت و تعلق:

بن عبدبر مالکی لکھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ کو بارش کے لئے میلہ بنا فرمایا۔

’ سے مدد کرتے ہی سے نبیؐ کے چکے سے دریائے تیرے قریب چاہتے ہیں اور ان سے دریائے
شہادت طلب کرتے ہیں پس تو اس بارے میں اپنے نبیؐ کا یہ لہجہ فرمائیے تو اسے وہ
’ کوں کان کے باپ کے ساتھ ہونے کی وجہ سے غائب فرمایا تھا۔‘

بن قریہ کی روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا

’ سے مدد کرتے ہی سے نبیؐ کے چکے اور ایتھیا“ یا“ رات کو رحاں کے درمیان قریب طلب
کرتے ہیں یونہی کہ قال۔ حق ہے۔ أما الحداد فکان لعادسی بسمی سے اللہ
تو نے ان دونوں سے ان کے باپ کے ساتھ ہونے کی وجہ سے غائب فرمادیا تو سے اللہ
اپنے نبیؐ کا ”پہلے“ کے چکے کے معاملہ میں غائب فرمایا اس کے دریائے شہادت طلب
کرتے ہوئے تیرے قریب ہوئے ہیں۔‘

محدث بن جریر نے بن عباسؓ کی تاریخ دمشق کے حوالے سے کہا ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ
’ رہا وہ کوں کے بار بار ہمارے حلقہ میں“ بارش نہ ہوئی حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ

’ قل میں اس شخص سے دریائے بارش طلب رہو اللہ تعالیٰ اس سے دے دے سے ہم پر
بارش نہ دے گا میں گئے‘

’ اور کہ ان میں کوئی آپؐ نے حضرت عباسؓ کے گھر تشریف لے گئے اور وہ رہا وہ کوں
نے دریافت کیا کہوں ہے آپؐ نے فرمایا ہم انہوں نے کہا یا کام ہے آپؐ نے فرمایا
’ ہر تشریف دے سے ہم آپؐ سے دریائے اللہ تعالیٰ سے بارش طلب کرنا چاہتے ہیں انہوں
نے کہا تشریف دے سے اس کے بعد انہوں نے بنی ساسم کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ آپؐ
ہو کر جیسے آپؐ کے قریب تشریف لائیں۔ جب وہ آپؐ کے قریب پہنچے انہوں نے انہیں خوشبو
گانی پڑھ کر ان کے قریب سے ملنے آپؐ کے سامنے آئے نبیؐ نے ان سے انہیں

ہا میں حضرت بنی مر حضرت مسیح اور پیچھے پیچھے ہا شام تھے حضرت عباس نے فرمایا
 اے محمد! اور اے لوگوں! ہمارے ماتھے نہ ملانا۔ چہ آپ مسئلہ پر تشریف لے رہے اور
 ص نے ہر لمحہ شانی و رہا، اے خدا تو نے ہمیں ہمارے مشورہ سے بدیہ پیدا کیا ورتو
 ہماری بیہوشی سے پہلے ہمارے اعمال کو جاننا ہے جس سے علم نے تجھے ہمارے رزق
 سے تحقیق نہیں روکا۔ اے اللہ جیسے تو نے اس سے شہادت میں فصل یا باب سے شہادت میں
 بھی فصل فرما دنتا جا رہے ہیں کہ ہم تمہاری دیر بھی نہ حسرتے تھے۔ خوب ہاں نہ ہا
 ورم گروں و پانی میں پلٹے ہوئے تھے۔

ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بارے میں روایت ہے کہ آپ بھی حضرت بنی مر سے بھی سہرا سات
 میں حضرت عباس سے نہیں ملتے تھے بلکہ ساری سے آتے تھے اور حضرت عباس سے سہرا کی کارنگاہ تھاتے۔ یہ
 اس لئے کہ آپ رسول اللہ ﷺ کا اب ب۔

اہل بیت کی عبادت و زیارت عبادت ہے:

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بارے میں یہ روایت ہے کہ آپ بنی مر سے حضرت زید بن
 عمر سے فرمایا۔

ہمارے ماتھے چلے ہم حضرت سن بن علی بن زیارت راجا چاہتے ہیں۔ حضرت زید سے
 تمہاری دیر ہوئی تو فرمایا: یا آپ! علم نہیں کہ بنی ہاشم کی عبادت فرض اور انکی زیارت
 فصل ہے! اللہ

مسند احمد رحمہ اللہ حضرت سیدنا کہ اندھوں پر ہر کوئی میں اسما سے پڑتے تھے ہر مسجد میں بھی ہر منہ بن کو وہا
 میں رکتے تھے ورنہ کی ولداری کرتے ہا میں فرماتے پڑتے تھے۔ بالکل بنی مر حضرت شیخین حضرت ہر ہر

کا ہاتھ چپو دے اور طرفہ مارنے کا بہت رمل سے اس طرح پیش کرنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ (۱)

عمر ثانی اور اہل بیت:

حضرت علیؑ میں ابوہریرہؓ سے سیدہ فاطمہؑ فرماتی ہیں کہ میں نے کام سے حضرت عمرؓ بن عبدالمطلبؓ کے پاس سنا کہ نبیؐ کی وفات کے بعد یہ سب میرے تھے تو انہوں نے کہا: ہاں، جو تمام لوگوں کی طرف سے ہے۔ علیؑ کی بیوی خدیجہؓ کے مہین پر کوئی خاندان آپؐ کے خاندان سے زیادہ بھروسہ کرنے والا نہیں ہے۔ مگر وہاں سے بھی آپؐ میں زیادہ عزیر ہو۔

اولاد کی راحت سے انہیں بھی راحت ملتی ہے:

حضرت انسؓ نے بتایا کہ سیدہ بنت ابی اسحاقؓ حضرت عمرؓ بن عبدالمطلبؓ کے پاس فرماتی ہیں کہ آپؐ کے پاس ہے تھے حضرت عمرؓ بن عبدالمطلبؓ نے آپؐ کو بلانے کے لیے کہا: اور ان کی طرف متاثر نہ ہو کہ آپؐ کی قوم نے آپؐ کی عادتوں کو آپؐ نے فرمایا۔

بھروسہ سے کہہ دینی کے بیان کیا ہے: "میرے بھائیوں میں سے وہاں آپؐ کے لئے شہداء ہیں۔
 انہوں نے حضرت عمرؓ بن عبدالمطلبؓ کے بعد بلاشبہ آپؐ کو خوش رکھا۔ اس سے میں
 خوش ہوں گا، اور میں جانتا ہوں کہ حضرت عمرؓ بن عبدالمطلبؓ نے ان کے لئے کچھ
 سے بہت لوگ کیا ہے اس سے وہ خوش ہوں گے۔"

یہ وہ روایت ہیں کہ حضرت عمرؓ بن عبدالمطلبؓ نے آپؐ کے پاس کی حاجت سے شریفی، اے تو
 آپؐ نے نہیں کہا کہ آپؐ کو سب کوئی شہادت ہو تو مجھے پیغام پہنچا دیا۔ میں بالکل یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے
 شکر کرتی ہے۔ وہ آپؐ میرے لئے رہے ہیں۔

یہ حضرت عمرؓ بن عبدالمطلبؓ کے بی بی اہل بیت پر لعن و لعن کے وہ جملے ہیں جو انہوں نے ان کے لئے

جاری کیا۔

اہل بیت سے حقوق کی بہت پامانی ہو چکی ہے اس کے ازالہ کی کوشش رہ و مر ن کے
رہ و حقوق و مساوات میں کوئی سرتا نہ رہے۔

قرابت رسول ﷺ سے پہنچنے والی تکلیف کو تکلیف ہی نہ جانا:

حضرت امام زکریاؑ صاحب بن انس نے بھی محبت اہل بیت میں دو ناک مصائب برداشت کی ہیں۔
۱۔ مدینہ منورہ میں عیمان بن ابی ہریرہؓ اور عباسؓ کے درمیان میں سے تھے جب انہوں نے حضرت امام صاحب
کو براہ کوپ یا مکرورے مارے تو آپ نے ان وقت اس کو معاف کر دیا کہ میں میری عمر سے بعد میں قرابت
رسول میں کسی کو کوئی براہ سو فرما۔

‘اعوذ باللہ واللہ مارفع سوط عن جسمی إلا وقد جعلہ فی حل
لقرابۃ من رسول اللہ ﷺ’

اہل بیت کی تکریم عین حضور ﷺ کی تکریم ہے:

حضرت امام عظیمہ و حبیبہ محبت خاندان نبوت میں ہی شہید ہوئے۔
حضرت مہر لدین مبارک بن رہایت آپ امام صاحب کی ملاقات حضرت امام محمد بن علی باقر سے
ہوئی تو آپ نے تعظیم فرمایا کہ آپ شریف رئیس جیسے آپ کی شان سے لائق ہے چہ اہم میر نہیں کے چہ فرما۔
نہ کہ آپ کا رستم مارے لے، اس طرح لازم ہے کہ اس طرح آپ کے ناما حضرت
محمد ﷺ کا رستم آپ کے صحابہ پر لازم تھا اور وہ کرتے تھے۔

امام اعظم اور اہل بیت

شیخ امام بوینی فرماتے ہیں میں امام صاحب کی موت اہل بیت کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

وقد کان الامام الاعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ من المتمسکین بولاء
اہل بیتہ الظاہریں و المسسکین بالاعاق علی المستورین مبہم
والظاہریں حتی قبل انہ، بعث الی المستر مبہم فی ابامہ انسی عشر

الف درهم دفعة واحدة كرامة له وكان يأمر أصحابه برعاية احوالهم
وتحقيق آمالهم والاقتصاد لآثارهم والاهتمام بانوارهم ۛ

ترجمہ: تحقیق امام عظیم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اہل بیت کے دوستداروں میں سے تھے اور
انہوں نے اہل بیت سے عقیدہ اور نظام رسد پر چھاور لرنے والوں میں سے تھے کہا جاتا ہے
کہ آپ نے اہل بیت کے ایک بزرگ کو جو انصاف و عدالت سے چھپ ہوئے تھے، بارہ
مہینے تک پیش خدمت فرمایا پھر امام سے امام صاحب نے مافیوں کو اہل
بیت کی رعایت کے لئے اور نہ رعایت کی فرائض میں دوران کی قدر کا علم فرماتے تھے

امام شافعی اور حب اہل بیت:

امام شافعی پر حب اہل بیت و علیہ السلام سے سبب رخصت ہوا، امام شافعی نے حقیقت میں رخصت ہوا، اس کا نام
نہیں بلکہ سبب تھا۔ خدمت رخصت ہے۔ مزید مناسبت ہے امام شافعی کے عمل شمار کرنے سے کہتے ہیں اس میں
نہوں نے ان کے مکتوب کا یہ جواب دیا ہے: یہ وہ حقیقت کو واضح کیا ہے۔

قالوا ترفضت؟ قلت كلاً ما أرفض ديبى ولا اعتقادی

لكن توليت غير ذلك خیر امام و خیر ہادی

ان کا کہ حب الولى رفضاً فاسی ارفض العبادى ۛ

ترجمہ: وہ کہتے ہیں کہ میں رافضی ہوں یا۔ میں نے کہا کہ زہر رخصت میرا دین ہے نہ عقیدہ۔ لیکن میں
نے بہترین امام و رہائی (مٹی) سے بے شک دوستداری کی ہے۔ اہل بیت رخصت ہے۔ میں سب سے بڑے
رافضی ہوں۔

یہ وہ مقدمہ پر فرمایا

واهتم بقاعد خدمتها والخاص
فما كملت لهم المراتب المائت
وأعده من واجبات فرائضی

بارا كباقت بالمحصب من مئی
سجراً ادا قاص الحجج الى مئی
ادى أحب بى السبى المصطفى

لوکان فصاحب آل محمد۔ فلسفہ الثنلانی اسی رافضی ۱

ترجمہ: اے ہر مومن کے مقام معصوب پر اے ہر مومن یف کے بیٹے
وہوں اور لفظ کے کہوں کہ آواز وہ حسب خبر کہ جانج موالدہ کے کہی نہ طرف وہی کے
سیاب نہ صرف نہ تھے ہیں کہ میں نے مستحق سے محبت بتا ہوں وہ اس کہ وہ بہت دین
میں بھگتا ہوں۔ محبت میں بیت کا امام رفس ہے تو ان کہ میں کہ میں بھی
رفضی ہوں۔

بیت شریف کا صلہ یہ ہے کہ پورے دنیا اس بات اور عقیدے کے متعلق جو ہے۔ میں وہاں سے
محبت بتا ہوں وہ اس کو اپنے عقیدے کا صلہ و رفاہ میں میں بھگتا ہوں۔ میرے سب سے بڑے پروردگار نے
وہ کے محبت میں بیت و رفس کے ہیں تو وہ جان لیں کہ میں بھی رافضی ہوں۔
یہ مرتبہ ہر شافعی یہ جلد مجلس میں تشریف لائے ہاں آل دینا طالب کے رفس میں علم تھے ہر
صاحب کے کہ میں نے حضرت کے ماتے کا کام نہیں کروں گا یہ لوگ میں فصل وہاں ہیں۔ قاضی میں نہایت ہیں
کہ یہ مرتبہ پھر وہوں نے امام شافعی کے کہا کہ آپ کے کہ رفس میں خود وہ آپ اس نے بت سے محبت کا صلہ
تھے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ رسول اللہ ﷺ نے نہیں فرمایا کہ۔

لا يؤمن أحدكم حتى يحب إليه من والده وولده والناس
أجمعين ۲

ترجمہ: تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن کامل نہیں ہو گا جب تک کہ میں اس سے
نزدیک نہ ہو۔ ہر تمام کہوں کے زیادہ محبت نہ ہو باہوں۔

و فرمایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اتنی لوگ میرے دوست اور قرابت داریں اور قریب رشتہ داروں
کے محبت کا علم ہے۔ میں لیکن صورت میں رسول اللہ ﷺ کے نیک رشتہ داروں سے یوں نہ محبت کروں پھر سینے
مشہور شعار ہے۔

بعض تاریخوں میں یہ بھی نقل ہے کہ آپ نے مارہن الرشید کے وہ میں میں بیت کے نہ تحریک کے ساتھ

بھی آیا اور بیعت بھی کی۔ آپ کی شہ آفاق تصنیف کتاب الام میں بانیوں کے بارے میں معادلات کے سدھی فقہی مسائل آپ نے حضرت علی کی فرمایوں سے منبسط کیا ہے اور حضرت علی کے اعمال و اقوال کو دلیل بنایا ہے۔ بعض لوگوں نے اسی کو دلیل بنا کر آپ پر شیعیت کا الزام لگایا۔

امام احمد بن حنبل اور اہلبیت

امام احمد بن حنبل فقہ و حدیث کے جلیل القدر صاحب روایت امام تھے اور ان کی شہ علی علیہ السلام سے منبر میں اس قسم کے معادلات اور بیانات کو خاطر میں نہیں لاتے تھے آپ کے دور میں علماء غلط قرآن شیعہ اور بنی میں آپ نے حفاظت قرآن کا حق کیا ان طرح اور سے، عقائد میں مسائل میں آپ کی رائے میں سبب و رد وفق کتاب ہے آپ کے دور میں کوئی تحریک یا تہذیب نہیں تھی بلکہ وہاں آپس میں اختلافات کا شمار آپ سے تاسیست کا زور متوفل کے دور میں ہو تو آپ نے جذبہ حقائق و بطلان باطل کے تحت آپ کے نقطہ تاسیست کی ہر پور تہذیب فرما دی اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اہلبیت کی ممانعت و مخالفت کیا۔ علی میں آپ سے کب ما کب میں سے آپ کا مذہب و عقیدہ کے پیروں نے ارتق سے جاتے ہیں۔

علی کا دفاع

ثم برى أحمد بعرف بخلافة على رضى الله عنه وبراها خلافة وبعصر
بدالك فتقول "من لم يثبت الإمامة لعلي فهو أهل من حمار
سبحان الله! بقیہ الحدود ونا حد الصدقة ونقسمها بلا حق وحب له
أعود بالبد من هذا المقالة نعم حلت له رضى أصحاب رسول الله صلى
الله عليه وسلم وصلوا حلقه وعروا معد وجاهدوا وحجوا وكان بسموه
أمير المؤمنين رضى بذلك غير منكرين فحق له نبع

ام آیتے ہیں کہ امام احمد حضرت علی رضی اللہ عنہ و جہ اللہ کے خلافت کو برحق سمجھتے تھے اور اس کی تائید بھی

فرمائی فرمادیا

"جو حضرت علی رضی اللہ عنہ و جہ کی امامت (خلافت) کو تسلیم نہیں کرتا وہ کدھے سے بھی

زیادہ تر وہ محقق ہیں جنہاں اللہ آپ نے مددگار بنی قائم سے اور صدقات و عیال
 مسکوں سے وراثت سے بغیر، تحقیقات کے میں اللہ کی بنا چاہتا ہوں کسی بات کے یا
 ہی وہ بخلیہ یہ کہ ان پر احباب رسول راضی ہیں ان کی اقدار میں ساریں پڑھتے
 ہیں ان کے ساتھ مل کر جہاد کرتے ہیں اور حج کرتے ہیں وہ آپ کا ایسے مومنین
 سے لقب سے پکارتے ہیں یہ رضا مندی اور صدق دل کے ساتھ تھا اور ہم تو ان کے
 تابع ہیں۔

احمد بن حنبل کا ناصبیوں سے علی کا دفاع

ورام بن جوزی کے مناقب احمد کا حوالہ کے ساتھ ابو زھرہ اپنی کتاب ابن حنبل میں لکھتے ہیں۔

وبسشد فی الدفاع عن علی رضى الله عنه عند ما وجد احدا بمسه
 او بمس خلافه ودالك لانه في عهد الموكل قد كثر العنن في دالك
 الامام العادل سيف الاسلام اذ كان الموكل ناصباً اى من الدین
 ناصبون عنياً العداوة وبنوعون وه فكان احمد برد أقوالهم ودد كر
 خلافة عی وواقبه رضى الله عنه فتقول "ان الخلافة له نرس علماً بل
 عی ربها" ونقول علی ابن ابی طالب من أهل البيت لا نفاں بهم
 احدث" ونقول ما لأحد من الصحابة من الفضائل بالأساسد الصحاح مثل
 ما لعلی رضى الله عنه"۱

امام احمد زہد علیہ سنت علی رضی اللہ عنہ کا بیان یہ ہے کہ وہ مد سے برتے تھے جب
 بھی کوئی آپ سے عثمان میں شیخ آرمائی رہا یہ نکلہ وہ زمانہ کہ علی عثمان باقی ورس اور
 میں حضرت علی پر شیعہ طعن و تشنیع کی باتیں تھیں یہ ملہ متوطن جس ماسکتا ہو حضرت علی کی
 تشن کے ہمراہ رہتے اور آپ پر طعن کرتے تھے تو امام احمد ان کی باتوں کا جواب دیتے

اور آپ کے فضائل و مناقب آپ کی خلافت کی حقانیت بیان کرتے ہوئے فرماتے
 ”بے شک خلافت نے علیؑ کو زینت نہیں بخش بلکہ علیؑ نے خلافت کو زینت بخشا“ اور
 فرماتے ”علیؑ بن ابی طالب اہل بیت میں سے ہیں ان پر ان کو قیام نہیں یا
 نہ ملتا“ اور فرماتے ”ان بھی سخاوت کے بارے میں صحیح مساجد کے ساتھ سے فضائل“ بقول
 نہیں۔ جتنے سیدنا علیؑ کے بارے میں ہیں۔“

اتباع اہل بیت کی تصویب اور عادات و فرائض

الساس عدی دیں ملو کہہ۔ مسدق اولیٰ بن ابی سلمیٰ عن بیت بن ماسق عن رتے رتے بن خالد بن سید
 شہوں کے مذہب سے مہفت نہیں رہتا تھا۔ چنانچہ امام شافعی رحمہ اللہ علیہ نے اسے ایسی ہی ہوتا ہوا کہ امام اہل
 سنت و رسم و ریت و ریت و ریت کے بعد سے سنت علیؑ کا وفات کرتے اور ان کے فضائل و مناقب علیؑ
 عد بن بیان فرماتے تھے ”ناسیق“ سن رتے“ لے اولیٰ اور خاندانی رقابت رکھتے والے امراء آپؑ پر تشیع کا مانت
 فرماتے تھے اور آپؑ سے ان ”سات“ جواب میں شمار بھی شمار ہیں جن آدم نے ارتق پر اب۔
 ”سات“ سے ”شعائیں“ سیاب سے لے لے اہل علم پر متاثر ہوئے۔ امام آہ بنی ن مناقب شافعی میں یہ تعداد ارتق

ب۔

قیل لأحمد بن يحيى بن معمر بن الشافعي إلى الشعة فقال أحمد
 لي يحيى بن معمر. كنت عرفت ذلك؟ فقال يحيى بطوت في نصيبه في
 فقال أهل البعي فرأيه قد اخرج من أوله إلى آخره بعلي بن أبي
 طالب فقال أحمد: يا محباً لك فمن كان بحمى الشافعي في فقال
 أهل البعي؟ فإن أول من أبلى من هذه الامة بقال أهل البعي هو
 علي بن أبي طالب فحبل ابن معمر.

”امام احمد بن حنبل سے کہا گیا کہ یحییٰ بن معمر امام شافعیؒ پر تشیع کی طرف منسوب کرتے
 ہیں امام احمد نے یحییٰ بن معمر سے پوچھا کہ تم نے یہ سنا کون سے صحابی سے یحییٰ بن معمر نے

جو بایوانہ میں نے امام شافعی کے سنیب (ناب امام) میں باغیوں کے قتل
 و جنگ کے معاملے کیلئے تو میں نے آپ کو شام سے آنکھ نہ ملنے سے تدریس
 و حجاج کرتے پایا۔ یہ امام احمد نے فرمایا کہ تم پر تعجب ہے امام شافعی ان سے
 متداول نہ کرتے تو اس سے کہتے ان معاملہ میں۔ یہ انداز امت میں سب سے
 پہلے باغیوں کے جنگ کرنے سے فطری ممانعت کو ثابت کر رہا ہے۔ یہ ابن عیینہ
 شریف کا ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل کو سب سے لے کر امام نے کی کوشش کی ہے وہ ایک صاحب اہل بیت و قریب
 رکت تھے ورنہ وہ نہ تھے کہ ان کا یہ اعمال تمام ان کے مجلس میں سب بھی وہ قریبی تاتوان کو مقدم فرماتے
 تھے۔ امام احمد سب اہل میں تھے تو امام ابو حنیفہ کو سب اہل بیت کے حرم میں پہنچنے والے تھے وراثت کو دیا
 ہے رہتے تھے وراثت کو دینا آپ کو دینا کی تھی اسلئے حضرت عباس کی والدہ نے ان سے علی مغفرت
 ہے ان سے کہتے امام عباسی کو باقی میں حضرت علی کے فضائل بیان کرنے پر تیار رہا آپ کی جان بھی جاتی
 آپ پر بھی تشیع کا نام ہے۔

محمد شین کرام کے ہاں اہل بیت کا مقام:

محمد شین کرام کے ہاں اہل بیت سے مانجھدیت و درایت حدیث و سنت ہی متبرک و باعظمت ہے۔
 چنانچہ محمد شین کے ہاں حدیث و سنت کے تمام راوی یا راہ راویوں کو مسلسل ہو رہا ہے کہ وہ ہوتا کیسی سند
 و سند و سب قرآنیت میں یہ ان بات کے تقویٰ تدریس اور تصور سے نسبت سے باعث محمد شین کی ان سے
 عقیدت کا ظہار ہے۔

نمونہ کے لئے یہ سند کا تذکرہ ہے تہذیب یا بابہ محدث ابن خرقین نے صوفی محرق میں امام
 دہلی نے شرح جامع میں وراثت حدیثی کے مقدمات شیخ امام میں حضرت شیخ حدیث و فخر خان صفدر نے
 شوق حدیث میں وراثت امام زکریا نے تدریس وراثت محمد شین نے اپنے کتابوں میں وراثت وراثت یا ہے۔

حضرت امام علی رضا سے محدثین کی سماع حدیث

امام حاتم تارن نیشاپور میں لکھتے ہیں کہ

”حضرت امام علی رضا بن موسیٰ امام نضر حب نیشاپور رضیف الایمان سے تو لوگوں کے حدیث پر زاحوا سے نیشاپور کا عجیب سورت حال تھی ایک وقت میں وہاں کے لوگوں نے جوہر و مہر سے تمام شہر کو غرق کیا اور ان میں سے بہت سے لوگوں نے یہ دوسرے شہر جان نہیں لیا۔ یہ تھے۔ میں نے ان لوگوں نے آپ کے خدمت میں مانسہ ہو۔ آپ سے اپنے کیا دوسرے سند سے حدیث کے روایت کی انتہائی تا کہ ان بیت سے سند ملے۔ حدیث شریف و شرف و شرف ان میں سے بہت سے لوگوں میں وہ عظیم و تہیت محدثین امام و زمرہ و زمرہ بن علم ہوں بھی تھے ان کی انتہائی آپ نے پھر نور و نور سے اپنے نو جوان خدام کو سامان بنانے کا حکم دیا اور مخلوقات نے آپ کے رہے باریک کے یہ سے اپنی انہوں و سند یا آپ کے پیروں کی وہ انہوں نے آپ کے لئے تھیں کہ ہوں تھیں اور ان کی ساری یہ تھی کہ بہت چار ب تھے اور بہت یہ تھیں تھے۔ امام محدثین کا یہ، امام رب تھے کہ خاموش بہ جاہ لوگ خاموش بہ سے تو امام و زمرہ و زمرہ بن علم نے امام حدیث کی خوشی کا اظہار کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا

سلسلہ ذہب

حدیثی أبی سیدنا الامام موسیٰ الكاظم عن أبی سیدنا الإمام جعفر الصادق عن أبی سیدنا الامام محمد الباقر عن أبی سیدنا الامام علی بن ابی طالب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال حدیثی حدیثی وقرۃ عینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ

حقارت و پرہیز و عزت، نامہ سے یہ اعلانِ عقول ہیں۔

”اللہ یہ میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں میں ان لوگوں سے محبت
رکھوں تو بھی ان لوگوں سے محبت فرما جو ان سے بغض رکھتے ہیں ان سے تو بغض
رکھنا ہے۔“

بجی رہی فاسم میں اسمت زوجہ میرہ کے اور طہانی میں اسمت عید بن زید سے اور اسمت عائشہ رضی اللہ عنہا
سے مروی ہے کہ انصار علیہ السلام نے یہ مافہ مانا۔

”اے اللہ تجھے ان سے محبت ہے تو بھی اس سے محبت فرما جو اس سے محبت کرے
اس سے بھی محبت فرما۔“

اسمیت بن ابی مرثدہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ
نبی کریم ﷺ نے اسمت بن مسعود رضی اللہ عنہ کو لہجے پر ایسا لکھا ہے کہ یہ مافہ مانا ہے
میں نے اللہ تجھے اس سے محبت ہے تو بھی اس سے محبت فرما۔

وہ لوگ جنہیں انصار بنی محبت میں رہے تھے نصیب اور جو لوگ محبت رسول کی اور اطاعت رسول کا
دعویٰ تو رکھتے ہیں۔ وہ انہی کے لئے انصار علیہ السلام کو لکھتے ہیں کہ اسمت بن ابی مرثدہ سے یوں محبت رکھتے
ہیں۔ اور معلوم ہو جائے تو ان تمام سے ایسی محبت پیدا کی جائے کہ ان سے انصار کو محبت ہے۔ انہی انصار علیہ السلام سے
دعویٰ محبت انہوں نے کیا۔

رشتوں کی پاسداری ہر مومن کی ذمہ داری

دینِ اہل سنت و حیاتِ سفرین تعلیمات میں سے ایسا اہم معاشرتی و عمرانی تعلیم ہے جس سے ہر فرد
کو مسلمان خود کو یا عورت اپنے اقربا، رشتہ داروں سے محبت کرنی چاہئے۔ ان سے محبت رکھنے اور ان میں شریک
ہونے اور نہ رہنا اور اپنے اقربا، رشتہ داروں سے ریاکاری کو ختم کر دینا قرآنی نصوص میں

زبانیں ان کے قلم اہل بیت کے ذکر سے نا آشنا ان کے جلسے مجالس میں حسرت مارت اہل بیت کا تذکرہ
 ڈھونڈے نہیں ملتا ہے۔ اس کی وجہ شاید یہ خوف ہے کہ میں ہم پر رخصیت کا طعنہ نہ پڑ جاؤں۔ یہ تو یہاں کے
 یہاں ہے کہ اہل سنت کے ہاں تو خوف حجاب، ہم نعمان اللہ علیہم اجمعین کا ہی، مرتبہ ہونا۔ اہل بیت کا، تو نہیں
 رکھتے بڑے بڑے لوگ ان کے فضائل سنائے سے بھگتتے ہیں۔

ناچار فضیلت کا اور راز رہا ہے۔ مارتے ناموں اور عقیدت پر بھی میری کا قبضہ ہو یا اور وہ فی
 وارث سے مارا ہی ہو گئے ہیں۔ قبضہ چھوڑنا تو وہ فی بات ہے لہذا مارتے ان سے شکل ہو رہا ہے۔ یہ صورت حال
 لگتا رہا کہ ہے۔ مارتے ہم کے فضائل، تعالیمات، مبارکہ کلاموں نے محمدی وریائی مقاصد کے تحت مدھی
 عقیدت سے اجیز پڑا ہوں میں چپ چاپی ہیں۔ نہیں اپنی مانتا نہ روش تربت سے ان کے سچے تعالیمات پر اور
 فضائل کو یوں رنا ہوگا تمام طبقات اہل علم اہل قلم اور صاحبان سند و رتبا کے و مد یہ کام ہے۔



نام و نسب

آپ کا نام نامی اسم کرامی نعمان ہے اور والد ماجد کا نام نامی اسم لڑائی ثابت ہے۔ اُنی سعادت مند حضرت ثابت والد امام عظیم کیلئے اور ان کے اولاد کیلئے دیر المؤمنین سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے برکت و ایمافی نامی حسب یہ پئے وہ بے ماتحت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ امام صاحب کا لقب جو مشہور ہو وہ امام عظیم ہے یہ لقب آپ کو صرف انصاف کی طرف سے ہی نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کے لئے۔ دوسو اُن لگا روں نے بھی کہا ورمصاحب ورمہج ہمد کے لقب سے بھی مشہور ہوئے۔

بعض سنی لکھ روں نے امام عظیم رحمۃ اللہ علیہ کو بنی تیم کا مولیٰ مصاب سے بھی صحیح وراثتی ہوتے ہیں کہ آپ اور آپ کے آباؤ اجداد آزاد تھے کبھی ہی سے غلام نہیں رہے۔ مثلاً محمد ثقیق ناقدہ، شیخ عبد اللہ بن محمد رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ لکیر میں مصاب سے کا نام فقہ جہان کی تاریخ اہل نہایت ہے میں امام عظیم سے چوتھے دست، مانٹل منامان نے فرمایا۔

وفال اسماعیل بن حماد بن ابی حمزہ بنی منی ابنا۔ فارس الاحرار
واللہ ماوقع علیہ رقیۃ

ہیکل منامان بن بنی سید فرماتے ہیں کہ امام سیدنا ابن ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی قسم ہم پر کبھی غلامی کا وہ نہیں آیا۔

ورما سیر کی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی باقاعدہ سند سے ساتھ اپنی بات نقل کیا ہے

حضرت امام عظیم رحمۃ اللہ علیہ سے ۱۰۰۰ زہدی کا مل سے رہنے والے تھے مسلمان ہوئے
حضرت علی سے شرف ملاقات حاصل کی وہ روفہ میں ہوئے امام سے اور خلافت ہونے
کے بعد وہ سے سے کا یہ اور اہل علم کا یہ بار تا بعین کا مل و جس سے مراد ش
پڑا ہوئے۔

امام بخش صاحب نظران نے حضرت امام صاحب کو مولیٰ علیہ السلام کی ہونا کو نقص کی عادت نہیں۔
برے برے اہل بدعت اور سنہرے قرین اہل بھی امام تھے۔

تاریخ وادب

80 آخری میں وہ ہیں حضرت ثابت کے ماں سنہرے بشارت پر مبنی حدیث شریف کا چا صدق و حضرت
میر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ بن ابی طالب کی بہت شہرہ امام اعظم بنی مورت میں متولد ہوئے۔
حضرت امام عظیم خلق وافر جامعہ واقع ہوئے تھے بچپن ہی سے علم کی طرف رغبت ہوئے اور اپنے
وہ محترم کے ساتھ حج، فرماے اور سجادہ بنی میں سے حضرت انس بن مالک انصاری مدظلہ کے ذکر ہیں۔ حضرت
روایت بن شریعت میں رہیں پر وہ بنی تمارت ہی کا مشعل تھا یہیں حضرت امام انصاری کے تحت وروند ہی ایک آق سے
مصلح ہوئے پر علم کی طرف متوجہ ہوئے اور مسند ارشاد و اصلاح کو خوب خوب زینت بخش ورنہ میں مد نظر رہی۔

امام صاحب کو خزانہ عقیدت پیش کرنے والے انہ کرام

امام عظیم رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب اور تعریف اور توثیق میں امام حدیث مدظلہ مدفن رجاں سے
قول ہیں۔ امام مامون نہیں کہتمانی متعلق نہ رہے۔ اس سے اندازہ لگاتے ہیں کہ مذہب اربعہ کے بڑے
برے علماء و مدفن رجاں سے ماہ آہ و بختیں اور سنہرے نوروں نے کتنے ہی مستقل ضخیم تصانیف امام عظیم کے
مناقب میں لکھی ہیں۔ امام ابی رحمۃ اللہ علیہ امام ابن ماجہ ابن جریر اور ابن حبان نے ان کی یہ حاصل
فہرست ہے۔

ہر گز کی نیت سے چند عظیم سنیوں نے بار بار ناموں کو تحریر کیا جاتا ہے۔ ان کے امام عظیم نے یہ
اپنے اپنے الفاظ میں شریعت عقیدت پیش کی ہیں۔

- (۱) امام ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن علی
- (۲) ابو یوسف بن یوسف بن یوسف بن یوسف
- (۳) امام عسکری

- (۳) امام دارقطنی، مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ (تہذیب ۱، ۱۰۰، ۱۰۱)
- (۴) امام یوسف بن یعقوب بن علی بن حسین بن علی (تہذیب ۱، ۱۰۰، ۱۰۱)
- (۵) امام حماد بن سید بن زید رحمۃ اللہ علیہ (تہذیب ۱، ۱۰۰)
- (۶) امام محمد بن ادریس شافعی، مظاہر رحمۃ اللہ علیہ (شماروں کے ساتھ)
- (۷) امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (تہذیب ۱، ۱۰۰، ۱۰۱)
- (۸) امام مسعر بن عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ (شماروں کے ساتھ)
- (۹) امام یوسف بن عیسیٰ بن زید رحمۃ اللہ علیہ (شماروں کے ساتھ)
- (۱۰) سید بن مہزیار رحمۃ اللہ علیہ (تہذیب ۱، ۱۰۰)
- (۱۱) امام شعبہ بن حجاج البصری رحمۃ اللہ علیہ (شماروں کے ساتھ)
- (۱۲) امام حبان بن محمد بن اللؤلؤ رحمۃ اللہ علیہ (شماروں کے ساتھ)
- (۱۳) امام حنیف بن عیینہ اللؤلؤی، مکی رحمۃ اللہ علیہ (شماروں کے ساتھ)
- (۱۴) امام مویہ بن ابی القاسم البصری رحمۃ اللہ علیہ (شماروں کے ساتھ)
- (۱۵) امام سعید بن عبد الوہاب البصری رحمۃ اللہ علیہ (شماروں کے ساتھ)
- (۱۶) امام حماد بن زید البصری رحمۃ اللہ علیہ (شماروں کے ساتھ)
- (۱۷) امام قاضی شیبہ بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ (شماروں کے ساتھ)
- (۱۸) امام قاضی عبد اللہ بن شیبہ رحمۃ اللہ علیہ (شماروں کے ساتھ)
- (۱۹) امام یحییٰ بن سعید القطان البصری رحمۃ اللہ علیہ (شماروں کے ساتھ)
- (۲۰) امام عبد اللہ بن مبارک بن معمر، اللؤلؤی رحمۃ اللہ علیہ (شماروں کے ساتھ)
- (۲۱) امام قاسم بن معن، اللؤلؤی رحمۃ اللہ علیہ (شماروں کے ساتھ)
- (۲۲) امام یحییٰ بن جریج، اللؤلؤی رحمۃ اللہ علیہ (شماروں کے ساتھ)

نہ ہمارے عادی بھی بہت سے ہمارے منتہا، محمد شین، صاحب دار ہال ہیں۔ امام غفر بن عبدہ
 زندان نے اپنی مشہور کتاب کتاب میں ۶۸۰ سے ۷۰۰ کے درمیان ہمارے مشائخ کے کلمات عقیدت ان کے ناموں
 کے ساتھ بریے میں دی ہیں۔ شدہ امام بھی ہیں ان میں بہت سے آپ کے ساتھ ہیں اور بہت سے امام
 عصر ہیں اور بہت سے مشائخ آپ کے شاگرد ہیں۔ ان کا ہر ہوا امام مستدین میں سے ہیں اور متاثرین بھی
 شامل ہیں ان کے ناموں اور تاثرات پر قیمتی تصانیف ہوئیں آتی ہیں۔

خاندان نبوت سے تعلقات

تعلقات کی ابتداء

امام عظیم نے جد محمد نعمان بن مرزبان ازہی حامل سے ایمان و شرف میں سے برے صاحب فہم و
 فرستہ ہوئے تھے سیدنا علی کہ کسی روز اللہ و اللہ سے اور خاندان نبوی میں شرف پہ امام ہوئے اور ہوا و شرف
 ہوئے۔ حضرت امام صاحب کے پوتے حضرت امین بن حماد مانتے ہیں۔

حضرت امام عظیم رحمۃ اللہ علیہ میرے ۸۰۰۰۰ بھائی میں پیدا ہوئے ان کے والد
 حضرت ثابت و حضرت میرا کہ منس سیدنا علی کہ کسی سے پاس لے گا، یا۔ حضرت
 میرا کہ منس نے بنائے اور ان سے ہوا، ایلے نے نہ رت بنی، مافان۔ امام اللہ تعالیٰ
 سے میرا کہ منس ہیں ان کے ہمارے حق میں حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ
 ان وقت قبولیت عطا فرمایا ہے۔

امام حافظ قاضی بن ابی اللہ اسمیر کی نے اپنے تسمیہ اخبار بنی امیہ و حجابہ میں تسمیل سے فرمایا ہے
 فرماتے ہیں۔

انا اسماعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت بن نعمان ولد حدی فی سید
 ثمانی و دھب ثابت فی سید ابی علی ان ابی طالب و ہو صغر و

دُعَاةُ الْبَرَكَةِ فِيهِ وَ فِي دَرَمِهِ وَ بَحَى بِرَحْوَا مِنْ اِلَهِ اَنْ يَكُوْنَ قَدْ !
 سَجَابَ اِلَهُ ذَالِكْ لَعَلَى اَبْنِ اَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اِلَهُ عَنْهُ فَبَا قَالَ
 الْعَمَّانُ بِنِ الْمُرَرَّانِ اَبُو نَاسٍ هُوَ الَّذِي اَهْدَى ! لِي تَلِي ! بِنِ اَبِي
 طَالِبٍ الْفَالُودِجِ فِي يَوْمِ سُرُورٍ وَ قَبْلُ كَانَ ذَالِكْ فِي الْمَهْرَحَانِ فَقَالَ:
 مَهْرَحُوْنَا كُلُّ يَوْمٍ !

ترجمہ: حضرت امام عظیمؑ کے پوتے، مائیل اپنے ۱۰۰۰ سے ان کے، اور والد ثابت
 سے بارگاہ میں رہیت علیؑ رہتے ہیں یہ ۸۰۰۰ خبر کی میں پیدا ہوئے اور ان کے والد
 ثابت کو حضرت علیؑ کے پاس لے جایا گیا سب آپؐ چہوے تھے تو حضرت علیؑ نے ن
 یٹے ورن کے دریت لیے۔ بہت نی ومانی فرماتے ہیں یہ نہیں بد تھوں سے
 بہت سے میدان ۱۰۰۰ مارے تن میں نہ، قبول ہوئی اور نعمان نے حضرت علیؑ کو
 نہ ورے دن فادوہ ٹاند یہ پیش کیا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ مار جاؤ ان ہی نہ ور ہوتا
 ہے۔ پیش نے بہاؤ جاؤں سے دن فادوہ پیش کیا تا کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ مار
 جاؤں و جان ہوتا ہے۔

کوہ پیہیں سے ہی میں معید خاندان بنی خاندان بہت سے تہیت سے اور خاندانی تعلقات کا بہرمت اور شہام
 شمار ہو جو وقت سے ساتھ ساتھ معبود سے معبود نہ ہوا یا اور معانی ملوں اور سیاسی قربتوں میں ضافہ اور
 مضبوطی پیدا رہتی ہے۔

خاندان نبوت سے کسب علوم

ذہیب بغدادی تاریخ بغداد میں، اور امام سمرقانی، اخبار بنی صفینہ میں قصہ زمین کہ
 یب و فود مہان خلیفہ منصور نے امام عظیمؑ سے سہل لیا کہ آپؐ کے علم کن سے حاصل یا
 تو آپؐ نے فرمایا کہ حضرت محمدؐ کے تلامذہ سے اور انہوں نے حضرت محمدؐ سے اور

شہر و نعلی سے اور انہوں نے سیدنا علیؑ کی اتنی سے اور نہت امام عظیمہ قصایہ میں
عموماً حضرت علیؑ کی اتنی سے قصایہ پر عمل کرتے تھے۔

”خبر یوں نہ ہو کہ نیاں بوت سے سیدنا علیؑ کی اتنی سے تھی اور باب علم کا عظیم
و بہت لقب نصیب ہو۔

امام صاحب کی حضرت علیؑ سے روایات

چنانچہ حضرت امام عظیمہؑ نے مجاہد و مسامیت ”جامع المسامیت“ روایت میں ”پہلی سیدنا علیؑ کی
سے مرہ کی مرفوعہ و موقوف روایات کی تعداد کم و بیش ۵۸ تھیں اور امام محمد بن حسن کی کتاب الآثار میں ”پہلی حضرت
علیؑ سے ۲۶ روایات مسامیت ہیں۔ بعض سوانح نگاروں نے یہ مان سیدنا علیؑ کی اتنی حضرت امام عظیمہؑ کی شہادت بھی نقل کی۔

مشاجرات میں سیدنا علیؑ کی مرتضیٰ مجتہد مصیب

امام عظیمہؑ کے زمانے میں سیدنا علیؑ کی اتنی نے جو ”یاں“ کی تھیں۔ ان میں حق و سوج حضرت علیؑ کی مرہ
و جہد کی جانب سے اور حضرت علیؑ کی مرہ جہد کے مخالفین کی لونی تاویل ان کی انہوں میں قابل تسلیم نہ تھی جیسا کہ ان کو
برہمہ نے سے لونی ہو نہ تھا۔ چنانچہ امام المرتضیٰؑ کی اپنے کتاب مناقب بنی حنفیہ میں امام صاحب کا ارشاد نقل
کرتے ہیں۔

قال ما قاتل أحدنا الا وعلیٰ أولى بالحق منه ولولا ما سار علیؑ فیہم
ما علم أحدنا کف السیرۃ فی المسلمین ۱

ترجمہ فرمایا حضرت علیؑ سے کسی نے لڑائی کی بہ حق علیؑ سے صرف وہی حضرت
علیؑ یہ سب جہد و محمل نہ لڑتے لڑکوں کو، یہ معاملہ حاصل ہی نہ ملتا
یہ وزنہ قلع پر رشہ فرمایا

لا شک أن امر المومنین علیا لما قاتل طلحة والزبیر بعد أن

بائعہ و حالہ ۲

ہا شہد میرہ مؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ نے اس وقت ان دونوں سے کس بڑی تھی

جب انہوں نے بیعت کے بعد ان کی مخالفت کی۔

یہ ورمو قی آپ کے مال یا یا نہ آپ یوم جمل کے تعلق یا رہنا فرماتے ہیں فرمایا۔

فقال سار علی فید بالعدل وأهو علیہ المسلمین السہ فی قتال

اہل المعی

دست علی کارویہ میں میں میں ہا صاف تمام دسب مسلمانوں سے زمانہ میں

حقیقت سے آگاہ تھے کہ علی مرتضیٰ سے حرب و پیار کا ملایا طریقہ یہ ہے۔

وہ مال الیہ حمیت کا مکتبہ فقیہ میں یہ جیسا کہ آئمہ نے بیان بھی کیا ہے کہ شہادت میں صوبہ سیدنا

علی المرتضیٰ کی طرف تہمین کے مخالفین کے بارے میں داشت مانا بھی مانا ہے کہ ان کی میت شہادت پر بھی تھی

میں جتنا میں صوبہ سیدنا علی المرتضیٰ کے طرف رہا۔

دست ہا مکتبہ سب سیدنا علی المرتضیٰ سے مکتبہ نہ لے لے یہ میں تمام صاف ورمو قی مکتبہ کرتے

وہ میں کارہ ورمو قی تھے تھے بعد لے ہا مکتبہ ان کے وہ کارہ ورمو قی کیا ان کے غلطیوں پر یہ ورمو قی

سے نہ پڑتے۔ مہم ورمو قی مکتبہ ہا یہ جذبہ ہی ان کے اور وقت کے جاہر حکمرانوں میں کہی، ورمو قی کا

ہیروہی ورمو قی سب تھا۔

سیدنا علی المرتضیٰ کا درجہ فضیلت

عندہ ورمو قی کے درجات فضیلت کے بارے میں آپ لی رائے امام بروہی نقل کرتے ہیں۔

إنہ کان یفصل الشحبی ثم اختلعا فقال أقلہ وہی رواۃ

عن الامام علیی ثم عثمان وقال اکثرہم عثمان ثم علی وھو

الأصح فی مذهب الامام ثم العشرة المبشرة ثم اهل بدر

پہلے شیخیں (بہرہ ورمو قی) نہ فضیلت دیتے تھے۔ پھر اختلاف ہو کہ حضرت

عثمان علی میں کون، فضل میں تو قلیل لوگوں نے حضرت علیؑ کو فضیلت دی اور
 امام صاحب سے بھی یہ روایت نقل ہے میں، سیدنا عثمانؓ کی وفات
 آیتے ہیں مریخی امام، عظیم کا شی مسلک ہے چہ ستر ہمیشہ چہ بل بدر۔

اتباع علی کرم اللہ وجہہ

حیث کہ زہر چکا ہے امام صاحب سے اس قضایا علیؑ مہمند و جس کا لہذا مقام تنہا آپؑ کے جہتہا کی حکام و
 مہمل میں سیدنا علیؑ کی روایت و روئے کو ترجیح دیتے تھے بطور مثال وہ روایتیں بھی جانی ہیں۔
 امام عظیمؒ نے بعد از قتل... نہیں کرتے تھے لیکن ایک دن آپؑ نے چار لوگوں کو
 اپنے پرچہ کیا تو فرمایا یہ مجھے حضرت علیؑ مہمند و جس سے روایت نہیں ہے نہ آپؑ کے بعد
 چار لوگوں کو دیا کرتے تھے اس لیے میں بھی دیتا ہوں۔
 ایک اور روایت ہے کہ حضرت علیؑ بن ابی بکرؓ نقل کرتے ہیں کہ امام عظیمؒ نے فرمایا
 فرمایا کہ حضرت سیدنا علیؑ کو دشمنی کے فرمایا چار بار اور اس سے یہ حکم منع ہے۔ اس دشمنی
 کی وجہ سے چار سال سے چار بار دردم سے رہنا مالک نہیں ہو رہا۔ رہتاجی کا ارادہ
 ہوتا تو میں اپنے پاس ایک درہم بھی نہ رہتا۔

معلوم ہوتا ہے کہ امام عظیمؒ حق زندگی سے ہی سیدنا علیؑ کی دشمنی کی وجہ سے زندی میں مرتے رہے
 و رہا اب علم سے علیؑ رہائی ہے چاہے اور تنہا سے چوری زندگی تھے رہے۔ نقل یہاں ہے تو حضرت علیؑ
 سے منقول روایت امام صاحب سے آتے ہیں کہ انہوں میں بکھری ہوئی روایت کو جمع کیا جاوے تو یہ شہیم
 تاب وجود میں آئے۔

سیدنا علی المرتضیٰ کا دفاع

یہ وہی ہے وہ حکومت میں مادت ملو یہ پر کافیہ زمین باوجود اپنے مہمتوں کے بہت تکلیفی مہم و ہمد
 کہا جاتا ہے مہم و مہم و مہم سے بھی۔ اب مہم ہوتا تھا۔ حضرت عمرؓ بن عبدالمطلبؓ نے اس کو بند کر دیا۔ حضرت معویہؓ

کے بعد نبیؐ نے اور خلافت میں آل رسالؑ کو سونپ دیا۔ ان نصیب ہو سکن نہ کئے بعد پھر وہی حالت بدھ جس سے شی بدت حالت ہوئی۔ یہاں تک کہ مجاہد و محافل و خطبات میں حضرت علیؑ و مراد کے وہاں رہا نام بیٹا شی بدیم و ربخامت متصور ہوتا تھا۔ بڑے مددگار تھے آپ کا۔ ان حضرت علیؑ کا نام نہ لیتے بددق و شی بدیم پر پارتے اور رویت بیان کرتے حضرت رسولؐ کی فضا لین نہ ہو سکی رمت اللہ نے مارے میں آتا ہے۔ وہ بھی جب حضرت علیؑ کا نام بیٹا ہوتا تو یہ سب کہہ۔ رویت نقل کرتے نام و درج نقل کرتے ہیں۔

وكان بنو أمية لا يدكر عدهم عليّ وكل من ذكره عدهم
عاقبوه وكانت العلامة فيه أن يقولوا "قال الشيخ" كذا وكان
الحسن المصري إذا ذكره قال أبو رجب كذا

وہ سید نے دور حکومت میں حضرت علیؑ کا نام بھی نہیں یا جاتا تھا۔ وہ بھی نہ کا نام بیٹا اس کو تھیک پڑ پائی جاتی اور اہل علم ان کا نام لیتے۔ جیسے ظہر حضرت شی بدیم کا نام لیتے تھے اور حضرت حسنؑ کی آپ و رجب بدیم۔ نام لیتے تھے۔

یہ اہل سنت و اہل دل میں حکم نوں کے برابر میں سیدنا علیؑ کے وہاں کا نام بیٹا اور نہ ہی حریف و نامید رہا سیدنا امام عظیم ہی کا خاصہ ہے۔

نام و درجہ، مقب میں و قد نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

قال كان بنو أمية بطلبون العشاء للافتاء فدعاني واحد منهم
فقال يا نعمان ما تقول أنت فاسترحمت وقلت هذا أول
مادعيت كيف لا أقول ما أدين به وقولي فيها قول عليّ وبنو
أمية لا يدكر عدهم عليّ ولا يمتنون برأيه فقلت قال من
قال هذا قلب عليّ ابن أبي طالب ذكر محمد بن مقاتل
أنه ابن هبيرة زاد فيه وقال نأى القول من أخذ أنت قال قلت
عمر عدي أقبل من عليّ لكن برأى عليّ أخذ

امام عظیمؒ فرماتے کہ وہ یہ نے حد من مسمال فتبا، کوتاہی سے بچے ہوتے
 چٹاچٹے ٹھکے بھی باایا۔ اور مجھے کہا کہ نعمان آپ کا اس بارے کیا رائے
 ہے۔ امام عظیمؒ فرماتے ہیں میں نے امامت پر حاکم کو تکلیف میری رائے ان کے
 رائے سے نہ صرف تھی، اس مسئلہ میں میں حضرت علیؑ کے رائے سے متفق تھا
 اور وہ یہ کہ اس حضرت علیؑ کا تہذیب میں لایا جاتا تھا اور نہ ہی ان کے
 مذہب کے موافق تھی، لایا جاتا تھا تو میں نے سب فتویٰ دیا تو یہ چاہا کہ یہ
 اس کا قول اور رائے بات میں نے کہا کہ حضرت علیؑ ہم سے کہہ گئے کہ اب وہ محمد
 بن قحطیل کہتے ہیں کہ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ تھا اور یہ بھی کہا کہ ابن
 زبیرؓ نے اس سے امام عظیمؒ سے سوال کیا کہ اس مسئلہ میں (حلیا حق و عدل کا
 مسئلہ تھا) آپ اس رائے کو لیتے ہیں تو امام صاحب نے فرمایا کہ میرے
 بزرگ پیر سید امام حضرت علیؑ سے نقل ہیں کہ میں نے حضرت علیؑ سے قول کو یہ نہ
 دیکھا اور نہ سنا۔

حضرت امام صاحب کی جرأت و ذہانت

مشرور خارجی مرغلہ شعلہ کھڑا کرنے سے نہ ہوا، چلیا اب وہ بیت کے مطابق اس نے کوفہ پر بھی قبضہ کر لیا تو امام
 عظیمؒ ہی تھے جنہوں نے پندرہ سو سال کی شجاعت سے اس کا سامنا کر لیا اور اس کو کوفہ کی خلافت سے روک دیا۔ آپ
 نے مرخاری کے امیوں کو بے وفائی سے منسلک کر رکھے ہیں۔ باوجود کہ خورق وہ وہ ہیں جو حضرت علیؑ
 معہ اللہ مرتد تھے ہیں اور جو بھی اس کی حمایت و وفات کرے اس کو بھی مرتد کہتے ہیں اور جو بھی اس بیت سے
 معہ اللہ بے وفائی میں شامل ہیں۔

شعلہ کھڑا میں داخل ہوا، اس نے امام عظیمؒ سے کہا تو یہ آپ نے کہا اس چیز

عقباتِ مومن کے لئے کہاں کہیں سے تجویز کرنے سے امام صاحب نے فرمایا کہ تم نے قتل برتاؤ چاہتے ہو یا مناظرہ؟ وہ گئے اس نے کہا مناظرہ کریں گے۔ امام صاحب نے فرمایا کہ سن بات پر ہم و تم میں اختلاف ہو جائے تو فیصلہ یوں کرے گا شک کے نام جس وچ موقعہ رہا امام صاحب نے کتاب کے مآیوں میں سے یہ کہا کہ تم یہاں ٹھہرو ورنہ سن بات میں ہم دونوں میں اختلاف ہو تم فیصلہ برتاؤ چاہتے ہو یا مناظرہ؟ تم اس بات پر رنجی و شتاب نے اپنی رسالہ میں غلطی کر دی۔ آپ نے فرمایا کہ حور السحکیمہ یعنی تم نے تحقیر و تمسخر کیا۔ اس پر شتاب اور جواب نہ دیا۔

یاد رکھئے کہ سیدنا علیؑ کو کسی نے ان خاندانوں کو تہ تیغ نہ کیا تھا امام مہدیؑ کی نے قدرے تحصیل سے صحرایہ کے ساتھ ہوئے۔ اسے مناظرے کے حوالے کیا گیا ہے جس میں معلوم ہوا کہ سیدنا امام عظیمؑ نے یہ موقف وار پریشان منہ نہ دیا۔ اس میں حکمران کے ماتھے پر شہریدہ ہر وقت پڑھیں گے۔ زمین بھی حضرت علیؑ کی رہی۔ تمام اہل بیت کے ساتھ اپنی محبت و عقیدت نہایت سچے ایمان کا تقاضا ہے اس کا مکمل رد نظر کیا گیا۔ سیدنا علیؑ کی شخصیت پر یہ جہد نے بعد حضرت سیدنا اسؑ کو درجہ سیدنا اسؑ کی بجائی۔ سیدنا امامؑ یہ ہے۔ زمین و سماحت کے بعد سیدنا میرؑ یہ کی خلافت کو ہی بحق جانتے تھے۔

خاندان نبوت سے رشتہ شاگردی

حضرت امام اعظم اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ساتھ یہاں تعلقات کے علاوہ ان کی روحانی تہمتیں بھی رہتے تھے میرا کہ وہ جو چاہے سیدنا اہل بیت سے بہت سے روایات مروی ہیں ان میں بہت سی روایات نہیں اہل بیت سے فراہم ہیں۔

حضرت زیدؑ سے علمی تعلق

حضرت سیدنا زید بن علیؑ سید سے بھی آپ کا نام تعلق مراد ہوتا تھا اور امام شہیدؑ آپ کے ہر مشن میں

حدیث عن عطاء و نافع و محمد الباقر ۱

”آپ نے حضرت عطاء بن ابی رباحؓ حضرت نافعؓ اور حضرت محمد باقرؓ سے

حدیث سنا لی ہے۔

حضرت امام زین العابدینؑ کے ہاں شیخ امام صاحب سے مروی احادیث کا جمع و جمع مندرجہ کتاب
الانوار میں امام صاحب نے ہمیشہ مرہ یات سیدنا امام باقرؓ سے لی ہیں، ان میں ایک روایت نقل کی جاتی ہے۔

”امام باقرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؑ رحمہ اللہ جبہ سیدنا محمد فاروقیؓ سے دیکھ کر اسے پاس
لے گئے اور پرچہ پڑھ کر فرمایا کہ آپ نے کہا کوئی شخص یہ نہیں کہ میں چاہوں کہ
اس کا حال نامہ لے سکوں کہ اسے پاس جاؤں جو اس چادر پوش سے رہا

حضرت امام عظیمؑ نے اپنے فرائض اور عبادتوں کے بعد سے فقہ میں بہت شہرت پائی چنانچہ آپ کی
شہرت حریم میں بھی پہنچ چکی تھی اور وہ بھی بروہی میں یہ سیدنا امام باقرؓ سے ”جو میں کتاب فرما کر آپ کی
ملاقات میں سے پہلے ہی بروہی میں چنانچہ سب سیدنا امام عظیمؑ میں کی مانند ہی دروس علم کے لیے تشریف لے
گئے اور امام صاحبؑ کی خدمت میں مانند وہاں پہنچ کر آپ کی شہرت سے مدد کی وجہ سے بعض ماسکوں نے یہ بات
مشہور کر دی تھی کہ آپ قیوس کے مقابلہ میں حدیث کو چھوڑتے ہیں چنانچہ امام عظیمؑ اور امام باقرؑ کی ملاقات
وہاں میں ہونے کی خبر اس طرح ہوئی۔ ملاقات کا یہ مقدمہ غیب میں پیش آیا۔ مقدمہ کے بعد امام باقرؑ
نے فرمایا۔

”آپ نے میرے ماما کے زین اور اس کی احادیث کو قیاس سے مل لیا۔“

امام عظیمؑ معاذ اللہ

امام باقرؑ آپ نے ایسا کیا ہے

امام عظیمؑ تشریف رکھتے تاکہ میں بھی وہاں حریقی بیوروں کے بعد میرے نزائیب آپ کی

طرح اتنی جہاں میں جیسے آپ کے ماما سنا ہے نظر میں۔

سب جناب مامہ باقہ تشریف فرما ہوئے تو امامؑ نہایت ہی زانوئے لب تہہ رکے چکے ہاتھ پیٹھ گئے۔
پھر مزید ننگوں میں طرح ہوئی۔

مامہ عظمہ میں آپ سے نہیں بانٹیں، ریافت لانا چاہتا ہوں ان کا جواب مرحمت فرمائیے۔
یامہ، کمر مر رہا عورت“

مامہ باقہ عورت

مامہ عظمہ بہہ میں (یعنی شہت میں) عورت کو یا حصہ ملتا ہے۔

مامہ باقہ مردانہ حصہ اور عورت کو یا حصہ

مامہ عظمہ یہ آپ کے ماما کا فرمان ہے، میں نے ان کے دین کو بدل دیا ہوتا تو قیاس سے
مطابق آتی، کو یا حصہ، یا عورت کو وہ کیونکہ عورت کڑا چڑھتی ہے

مامہ عظمہ چچا فرمایا ماما سے آپ باروزہ

مامہ باقہ ماما

مامہ عظمہ یہ آپ کے ماما کا ارشاد ہے، میں نے ان کا قول تبدیل کر دیا ہوتا تو میں عورت سے
بہتر کہ فیض سے پاگ ہوئے کے بعد وہ روزہ سے بجائے فوت شدہ ماریں دے

مامہ عظمہ چچا یہ فرمایا کہ بدل نہا، جس سے یا حصہ

مامہ باقہ دل میں چیشا ب نہا، جس سے

مامہ عظمہ میں نے قیاس سے آپ کے ماما کے دین کو بدل دیا، ہوتا تو میں قوی ہوتا کہ ہاں
سے نسل لانا چاہیے اور خلفہ سے منہ معاف اللہ بھلا میں یہ کام کیسے کر سکتا ہوں۔

چنانچہ آپ کی ننگوں میں مامہ باقہ آپ سے اور میں سے یہ ہوئے اور آپ کے چچے پر بوسہ دیا اور آپ

کی تحریر یہ ہے۔

وہ قعدے تھے باتیں سمجھ میں آئیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے بعد آپ سے ۱۱۱ھ طہار میں سے جس سے ملاقات ہو تو ان کی تعظیم و تکریم عقیدت و محبت اتنا کیا جائے جتنا امام صاحب نے فرمایا اور جس و بہانہ مدد سے پیش کیا جائے جیسا کہ صحیحہ و مستحسنہ سے پیش آتے اور ان بات کہ عثمانی اساتذہ شیخ حریت سعدی نے بے جتنی سختی و تکیہ سے پیش آئیں تھی ہی عقیدت و محبت امام سے پیش آئیں۔ مطاعت مدد و نذرانہ زیادہ کریں۔ تیسری بات یہ کہ این کے بارے میں کئی ساس ہوں ہر قسم کے شطب و تشہات کو معقول اور مخلفہ مدد سے اور یا جائے اور اور اور بھی مدد سے کام نہ لیا جائے۔ اسباب مناقب نے اور بھی روایات نقل کی ہیں ان سے امام صاحب کی امام باقر سے ملاقات و سب فیض و امام باقر سے ماں امام صاحب کی قدر و منزلت کا تذکرہ ہوتا ہے یہ مرتبہ امام باقر نے امام صاحب سے مجلس میں فرمایا کہ لوئی سوالات ہیں تو وہ چنانچہ آپ سے ہی سوالات یہ جن کا انہوں نے بھیجے تھے آفریں جوابات دے یہ مجلس کے بعد امام باقر نے امام عظیم سے بارے میں فرمایا کہ امام وحید کے پاس خط بھیجی امام کے شرانے میں اور امام کے پاس ماضی اور روحانی امام کے شرانے میں چنانچہ امام صاحب نے ثواب امام باقر سے ان کے بعد امام زین سے ان کے بعد امام حسن اور امام عہد بن حسن سے اور شریعہ میں امام محمد بن حسن سے روحانی طہم و عارف ماحصل ہے۔

فاروق اعظم اہل بیت کے نظر میں

وہ ایک ملاقات میں امام صاحب کے حضرت نے بارے میں سوال پر امام باقر نے فرمایا۔

أولست نعلم أن علياً روح إبنته أم كلثوم بنت فاطمة من عمر
بن الخطاب وهل تدري من هي حدتها خديجة سيدة نساء
أهل الجنة و جدّها رسول الله ﷺ حاتم النبیین و
سید المرسلین و رسول رب العالمین و أحوها الحسن والحسين
سید شباب أهل الجنة و أمها فاطمة سيدة نساء العالمین
یا آپ نہیں جانتے کہ سید عالمی اہل بیت میں ام کلثوم بنت فاطمہ کا

مجاہد کا حضرت مر سے فرمایا اور ایاتہ جاننا ہے کہ امام کلثومؑ کون ہے ان
 کی مائیں سیدہ خدیجہؑ ہیں جو انہیں حیرت کی عمدتوں کے ساتھ دار میں اور ان کے ماما
 حضرت رسولؐ ہیں جو خاتم النبیینؑ سید المرسلینؑ ہیں اور ان کے بھائی
 حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ ہیں جو حیرت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔ اور
 ان کی ماں سیدہ فاطمہؑ ہیں جو تمام جہانوں کے عورتوں کے سردار ہیں

نوجوان امام باقرؑ کے حضرت امام عظیمؑ کے بارے میں جو تاریخی کلمات ارشاد فرمائے ہیں وہ کئی کبار کلمہ نے
 نقل کیا ہے یہاں ابی جعفر محمد بن ابی ہاشمؑ اپنی مشہور مستند کتاب میں نقل کی ہے راوی نقل کرتے ہیں۔

کما عند ابی جعفر محمد بن علی قد حل علیہ ابو حمزة فساله
 عن مسائل فاجابه محمد بن علی ثم خرج ابو حمزة فقال لما
 ابو جعفر ما احسن هدیة وسمته وما اکثر هبیه

امام حضرت امام ابو جعفر محمد بن علیؑ (الباقر) کے پاس پہنچے تھے کہ امام ابو حمزہؑ
 تشریف لے رہے تھے اور نئی مسائل کے بارے میں پوچھا امام باقرؑ نے ان سب کا
 جواب دیا تو امام ابو حمزہ تشریف لے گئے تو امام ابو جعفر نے امام سے کہا کہ
 یہی چیزیں کاظمیہ تھیں اور وہ شش بھر لیا کرتے رہا امام باقرؑ نے ان نقل کیا۔

امام ابو حمزہؑ کہتے ہیں

وکل هؤلاء ائمة أحد عشر فقهاء العصر وائمة الفقه فی محمد
 الباقر أحد ابو حمزة وكتاب الآثار لأبی حمزة فیه الروایات
 الکثیره عنه وعن ابيه جعفر

ان میں سے ایک بیت ہے کہ حضرت امام باقرؑ نے امام باقرؑ سے علم حاصل کیا اور امام باقرؑ
 باقر سے امام ابو حمزہؑ نے علم حاصل کیا آپ کے کتاب الآثار میں امام محمد
 باقرؑ مرین کے بیٹے امام جعفرؑ سابقہ منوں سے بہت روایات نقل کی ہیں۔

امام ابو موسیٰ جعفر بن محمد الصادق

سیدنا امام باقر کی طرح بن کے خلف الرشید ہیں سیدنا امام جعفر صادق سے بھی امام بو حنیفہ نے علمی و روحانی رہ چاہے ستورائے درویشوں کے ساتھ ایب ہی بن مال کے تھے۔ ۱۱۰۰ھ میں ۸۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے ہیں سیدنا امام جعفر صادق کی موت ۱۴۹ھ میں امام صاحب سے دو سال قبل ہوئی امام اعظم ان کے شان میں فرمایا کرتے تھے۔

والله ما رأيت أحدا من جعفر بن محمد الصادق

میں نے جعفر سے بڑا کوئی فقیہ نہیں دیکھا۔

ولم يوجد لغيره رضى في جامع لم يابده في امام اعظم کی یہ روایت نقل کی ہے اس میں آپ نے رشاد فرمایا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق کو کتابت فتاویٰ میں سب سے زیادہ علم دیکھا ہی ہے میں کہتا ہوں کہ میں نے سب سے زیادہ ان کی اذیت کا مایہ دیکھا ہے۔

در جامع مہدید میں امام صاحب کی یہ روایت بھی ہے اس میں فرماتے ہیں۔

ایک دفعہ ابو جعفر منصور نے کہا کہ ابو حنیفہ لو کہ جعفر بن محمد یہ کہہ دیتے ہیں کہ میں نے اپنے چہرہ کی شکل مسائل تیار کی ہے۔ آپ نے اس سے لیے چالیس مسائل تلاش کیے۔ امام بو حنیفہ فرماتے ہیں جب میں حیرت سے شہ میں منصور کے دربار میں آیا تو حضرت جعفر صادق اس سے انہیں جانب کشیدہ فرماتے ہیں ان سے اس قدر محبوب ہوں کہ منصور سے بھی نہ ہو تمام میں نے امام یارانوں نے جیسے کا شمار کیا میں میں ہوں۔ منصور نے حضرت جعفر صادق کے مخالف ہو گیا وہ بدلتا یہ بو حنیفہ ہیں جعفر صادق نے فرمایا چچا منصور نے میری طرف متوجہ نہ کیا وہ بدلتا ہے وہ چچے امام بو حنیفہ کہتے ہیں کہ میں پوچھتا ہوں کہ آپ بواب بیت باقی اور فرماتے جاتے تم عربی

وہ جوں سے ہو ملی مدینہ کا یہ قہار ہے اور ہمارا یہ خیال ہے بھی ہمارے مہفق ہستی
 دیتے اور بھی نہ گئے اور بھی ہمارے مخالف تھے۔ نے نکتے یہاں تک کہ چاہتے ہیں کہ مال تم
 ہو گئے کوئی مسئلہ باقی نہ چھوڑا، امام ابو حنیفہ نے فرمایا میں نے امام جعفر کو فتویٰ فہم
 میں سب سے زیادہ علم دیکھا، انہی لیے میں لکھتا ہوں کہ میں نے سب سے زیادہ کتب کو
 فقہ کا ماہر دیکھا اور فرمایا سب سے بڑا عالم وہ ہے جو لوگوں کے اختلافات سے زیادہ
 ہفتے ہو۔

وہ فقہ سے چند باتیں متعلق ہوئی ہیں چلی یہ کہ امام صاحب کو منصور نے طلب کیا تا کہ امام جعفر سے مواظبت
 ہو میں امام صاحب اپنے فطری عادت سے دور سے دیکھتے ہی ان کی یاد تازہ رہتی رہتی ہے قابل ہوئے یہ
 حدیث کی حالت شان ہے کہ وقت کے بڑے حاکم مطلق العنان گئے وہ ہونی میں لوگ ان سے مرعوب ہوتے ہیں
 اور ان بات یہ کہ یہ وہ فقہ مسوونہ، اساتذہ کی بات دیکھتی تھیں کہ امام جعفر سے علم مباحثہ عام
 کے ہاں محمود بن جبال سے ملے تھے انہوں نے ان کا ذکر ان کے باوجود ہم عمری کے امام جعفر صادق کو امام صاحب کا
 تبارک راوی ہے۔

جامع مسند میں امام صاحب نے امام جعفر سے 7 مسائل روایت کی ہیں۔ امام صاحب نے حرملین کے
 قیام کے دوران ورکوفہ میں امام جعفر سے آمد سے موقع پر امام مانی مقام سے سب فیض کیا۔ ان کے دامن علم
 معرفت سے بہار تازہ اور ان سے ظاہری و باطنی علوم میں تبحر ہے۔

امام صاحب کو افتاء و ارشاد کی اجازت

امام یوسف کی روایت ہے امام زہری نے علی بن ابی حمزہ سے۔

عن ابی یوسف کان الامام یفتی فی المسجد الحرام اذ وقف

عندہ الامام جعفر بن محمد الباقر فخطب الامام فقام فقال یا ابن

رسول الله لو علمت اول ما وقفت لما قعدت و انت فاثم فقال

أجلس فاقب الناس فعلى هذا أدركب اناني ۱

امام ویٹھ فرماتے ہیں کہ امام، وہ ضیئہ علیہ السلام میں مسجدِ کرم میں فتویٰ
 اے رہے تھے وہاں حضرت بن عمرؓ، باقرِ تشریف اے اور لوگوں میں بیٹے
 ہوئے۔ امام صاحب نے معلوم کیا کہ وہ آئے ہیں تو کچھ لکھنے کے ہوئے
 عرض کی کہ ابنِ رواحہؓ، آپ کے یہاں آنے والے کے ہونے کا
 علم ہوتا تو بہت دیر پہلے لوگوں سے تنگ آتا آپ نے فرمایا آپ پیچھے رہ
 فتویٰ دیجئے۔ میں نے اپنے آباء، اجداد، ان حضرات سے یہیے لوگوں کو جہتے
 ایسا ہے۔

یہ واقعہ سے امام صاحب کی امامت سے تمام تعلق خارج کا اندازہ نکالتے ہیں حضرت امام صاحب کی تعلیم
 ورنہ کے ہے امامت کی تفسیر کا یہ کلمات ”وہ اپنے آباء، اجداد“ سے تشبیہ یہ وہ ”عظیم سند ہے جو امام
 صاحب کے حصہ میں تھی۔“

امام ربیعہ کی سی نے یہ امر، حقیقت کی بن فرماتے ہیں

حضرت ابو محمدؒ امام صادقؑ، یہ بارگاہ میں تشریف اے تو حضرت امام و ضیئہ
 پر تعلیم کا رآپ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت امامؑ امام صادقؑ نے بھی آپ
 کو بے عزت و مرام سے اپنے پاس بلایا لوگوں نے آپ سے دریافت کیا کہ یہ
 کہاں ہیں؟ ساری آپ کی تعلیم مر رہی ہے آپ نے فرمایا یہ وہ ضیئہ میں ان کی خدمت و
 اجازت سے اہمہ مچا رکھی ہے اور اس علم میں ان کا کوئی ثانی نہیں۔“

یہ واقعہ و بہانہ تعلقات و رشتہیت کا منہ پر جو آپ کی اور بطلان کے درمیان تھی جس کا ہر فرقہ کو
 پر پور حس تھا۔ امامؑ امام صادقؑ کا یہ رشتہ بھی تاریک کے مرقع پر ثبت ہیں فرمایا۔
 هذا أبو حمزة أفنه أهل بلدہ

یہ دو حنینہ میں جو کہ اپنے عاتقے کے سب سے بڑے نقیبہ ہیں۔

۴۰۔ نا بو ذی، اور فغانی کے ایک شاہ نے ان سے روایت لی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ حضرت امام
 بو حنینہ صلیت میں امام جعفر صادق کے مجاز اور خلیفہ ہیں اور چار دست و دو، طاق امام صاحب کے مجز و خلیفہ ہیں۔
 امام صاحب کے یہ رشتہ مقبول ہے جو کہ مذکور یہ ہے حضرت نے بھی اپنی کتاب میں ان کا ذکر کیا تھا کہ ان کے۔۔۔
 یہ ان کا دوسرا بات ہے جو امام صاحب نے حضرت جعفر کے خدمت میں کسب فیض میں فرمایا ہے۔

اما ابو حنیفہ فہر اعلیٰ جعفر بن محمد وکان یقول لولا البستان
 (البستان قصاہما تلعبدا لجعفر) لہلک العمان۔

میں بو حنینہ نے امام جعفر بن محمد سے یہ کتاب دیکھا کرتے تھے کہ یہ
 وہ مال (یہ یہ جعفر کے شاہروں میں ہے کہ وہ ہیں) نہ دیتے تو عمان
 ہلاک ہو جاتا۔

۴۱۔ من وئی سمیت سو فیما، نے ہی سوانح نور مصنفین نے امام صاحب کو تصدیق و طوک سے بڑے مشائخ
 میں شمار کیا ہے اور حضرت امام طائی جو کہ امام صاحب کے خاص شاہروں میں سے ہیں ان کی شہادت ہی تصدیق و
 طوک سے ہے کہ وہ جعفر بن محمد کے امام و خلیفہ ہیں آپ کے امام و خلیفہ ہیں۔

ولقد عد العلماء جعفرأهدا من سبوح ابی حنیفہ وان کان فی
 سہ

تحقیق علماء متفقین نے حضرت جعفر صادق کو امام و حنینہ کے امام و خلیفہ میں شمار
 کیا ہے اور چاروں کے امام ہیں۔

حضرت ابو محمد عبد اللہ بن حسن بن حسن سے تعلق

حضرت سیدنا ابو محمد عبد اللہ بن حسن بن حسن جو کہ حضرت سیدنا بن کے اولاد میں سے ہیں۔ حضرت امام
 صاحب کو ان سے بھی روحانی تعلیق تھا آپ نے ان کے مائے زاد کے قلمدہ یہ یا تھا کہ امام جعفر صادق

حسب الفاری أن یعلم أن الصلة العلیمة بنی الأئمة أصحاب
الهداهب النبی أنتشرت فی الأمصار كانت قوية إند كانوا علی
إتصال بأئمة آل البیت رضوان الله علیهم فأنو حسبہ کان علی
إتصال بالأئمة محمد الباقر وابنه جعفر الصادق وعلی إتصال
بالإمام رید ومن حمل رسالته من بعده من أهل البیت مثل
الإمام عبدالله بن حسن الذی مات فی حسن المصنوع شهیداً
مظلوماً کما حمل أبو حنیفة من بعد (۱)
نیک اور مقام پر نکلے ہیں۔

واخذ أبعاً عن عبدالله بن حسن وکانت له به صحة
قدری کو یہ معلوم ہوتا چاہے تاکہ احباب مذہب ہر مذہب مثل بیت کے
ارمین علمی تعلق کا اثر مذہب کے پٹے میں بہت بنیادی و رفتاری ہے۔ میں
مذہب و حین کا علمی تعلق مذہب مثل بیت میں سے محمد الباقر بن کے بیٹے زعفر
صادق اور امام زید بن علی اور ان کے بعد ان کے علوم کے علمبردار امام بعد تہ
بن حسن سے خاص علمی تعلق تھا۔ ممدتہ بن حسن وہی ہیں جنہوں نے منصور
کے قید میں منکبہ مانہ شہادت پائی حینا کہ ان کے بعد ان کی طرف مذہب و حنیفہ
توقید کیا گیا۔

اور امام بو حنیفہ نے حضرت ممدتہ بن حسن سے بھی علم حاصل کیا آپ بن
کے ساتھ بہت سی صحبت رہی

امام موسیٰ کاظم سے تعلق

حضرت بطل مووی بن جعفر، کاظم نے علم و فضل جوہر متاخر و رزیدہ تقویٰ پر زمانہ شہد ہے۔ آپ حضرت

امام عظیم کا بہت بڑا دور عزت افزائی برقرار تھا امام صاحب نے قدم نہ مت امام کاظم نے اس وقت تھی۔ اس کا تذکرہ اس روایت سے ملتا ہے۔

أورد الثقة في نصحہ مناقب لابی حنفہ رحمہ اللہ فقال بطر
موسیٰ ابن جعفر الصادق الی ابی حنفہ فقال له أنت العمان
فقال و کیف عرفنی فقال قال اللہ تعالیٰ سبحانہ فی وجوہہم
من اثر السجود ۱

یہ فقہ امام نے اپنی تصنیف مناقب میں لکھا ہے کہ سیدنا موسیٰ بن
جعفر نے سب امام جو حنیفہ کو پہلی بار دیکھا تو آپ سے فرمایا یا مری جو حنیفہ
جو عرض کیا حضور مجھے ہی فرمان میں ثابت کرتے ہیں۔ آپ نے حضرت موسیٰ
کاظم سے پوچھا حضور آپ نے مجھ سے پہلے کیا حضرت موسیٰ کاظم نے فرمایا
میں نے قرآن میں یہ احباب اہل ان سے بیٹھائے ہیں پھر دیکھے ہیں۔

اس روایت سے مطابقت امام عظیم نے امام موسیٰ کاظم سے ملاقات اور سب فیض بھی ثابت ہوتا ہے۔ اس
طرح سے امام صاحب کو پہلی بار کے تین پشتوں کے تین حیل تقدیر تینوں کی معیت روبرو درتلمذ کا شرف اور
سب فیوض کا یہ عالم کہ کارریں موقع ملا کہ امام صاحب نے حضرت یحییٰ و سیدی شاہ سید محمد مسیحی، مستبد کا
قسم لے لیا کہ وہ میرے بعد کا نہ ہو فرماتے ہیں۔ آج بھی امام موسیٰ کاظم اور امام عظیم دونوں بعد میں دروئے
اہل کلمہ کے دونوں ماحول پر تانے مانتے آئے ہیں امام صاحب کے لئے ہمارے اعلیٰ اور امام موسیٰ کاظم
کے لئے ہمارے کو کاظمیہ بنتے ہیں۔ اور حضرت امام کاظم کے احاطہ میں ہی حضرت قاضی دیوبند بھی مدفون ہیں۔

امام عظیم کے دور کے سیاسی حالات

امام جو حنیفہ نے سامعہ درجہ عباسیوں کا دور پایا ان کا بیان مزین و مہر رحمتی ہادیب سے ایک
کوئے دونوں خاندان ایک دوسرے سے شہید تھے امام ان کی آپس میں چیزیں قدم رشتہ کی تھیں ایک یہ کہ

دہنوں نے اہلیت و شہی کی تھی۔ وہی مرد و عورتی دونوں اپنی نظروں کو سب چیزوں پر ترجیح دیتے تھے۔ انہوں کا ملک ملک مختلف سیاسی حالات و خیالات پیش کیے جاتے ہیں۔

(اموی دور)

اموی اور خلافت میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بعد میں آئے۔ اگلے دن مہینے کے لئے کوثر علی خاندان سے وہ قطعاً اس کے اہل نہیں تھے سوائے حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز۔ یہ وہی تھے جو تحقیق رکھتے تھے۔ ان کا اور پرانے اور قریب رسال کے سبب انہیں یہ دور میں جیسے وہ نیکو مصلحت کی طرف سے عزت و فخر دینے اور حضرت علی و رسول و برہمہ مانتا سخت ممنوع قرار پایا۔ چنانچہ حضرت عمر بن عبد العزیز کے دور میں یہ دور دور میں نظرت سے بدنامی رونما ہوئی بہت سے ممتاز و بڑی رہنماؤں کو ایذا میں آئی کیوں کہ بہت سے صحابہ و مرسلین مہینے فقہاء ان کے شوریہ ہر کی کا شمار۔ شبیہ ان راہوں کا قافلہ کے ٹریک پر آئے۔ ان میں سے کچھ دوسرے حکومت سے عہد سے کوئی اپنی حرج نہیں دیا۔ برتے تھے چنانچہ سب انصار مدینہ نے انہیں بڑی بیعت قرار دی تو اس نے اپنے شہر و حرم رسول میں بھی جہنمی وی چنانچہ جو جی میں آتا دیا دیا۔ نہ شریعت کی کوئی چہ و نہ دست رسوں کا پاس رہا۔ یہاں تک کہ رسول میں اس زمانہ مارا۔ نہ ہی ان سے اس سے۔ جو رہا ان نفسی کیا ہے اور پھر جب حضرت سیدنا حسین نے بیعت نہ کی تو یہ ہر شریعہ بیعت۔ جو انہوں نے کوشش ہوئی لیکن انہیں ناکامی کا مرہم دینا پڑا۔ حضرت حسین پر یہی حکومت کہ مادی اثر یہ سبے خلاف جانتے تھے چنانچہ میدان لڑ بلا میں یزید کے انہوں و صارفے غور۔ حال کہ خاک و خون میں تڑپا دیا اور اہل خانہ ان کو بھی ناحق تہ تیغ کیا۔ اس میں بھی نہ قوت بہت رسوں کی پر وہ نہ اپنی تھانہوں و رہنمائیات کو نظر رکھا دیا۔ حضرت حسین نے جسد اللہ کی قومین و مرثیہ کے مبارک مرثیہ شوق تک سے جا بجا ہر آپ کے پتے پتے اہل و عیال کو قیدیوں کی طرح پر یہ سب سے کہا دیا۔ مرثیہ یزید کے منجناہ مرضی کے بغیر ہوا تو اس کو اس حالت پر نہ دیا اس کو تہ تیغ کیا دیا یا اس کو معزوم کیا یا۔ پھر اموی اور نہ دست کے شہر میں ختمیت سے ملوئی ماوت کو انتہا تہ کتاب بنایا دیا۔ ختم ہوا حضرت زید بن علی و مرثیہ کے بیٹے یحییٰ و محمد بن یحییٰ یحییٰ کے بے نانا امید ہوئے گئے۔

عدنی ماریت پر تکیہ تھی کہ دست ملی کا نام مجاں میں نہ یا جاتا اور سر عام آپ کو نہ بھلا نہ جاتا
یہاں تک کہ مومنین دست م لکھ رخصی مند شیانے دعویٰ نہ نہ حکومت کو جس پر یہ میں بھلا نہ بھلا آپ سے
بھلا وہی پر تانہ نیت نہ ای (تا تلک دست م بن مہر المعز کا بارک اور آیا تو یہ نام بارک عدلہ تم ہو) اور
حضرت عبداللہ بن زبیر کے مخالف عمر بن ابی بن عبد اللہ کی عزت بہت سی طرح پامال کر دیا گیا اور عبد پر شک
ہری نہ لگی یہاں تک کہ امن کا گہوارہ ہوا جو اپنے برکتوں سے خون میں نہا دیا یہاں بھی دن و نیت کا عدلہ منقطع
رہا۔ مومن اور تہجرت نہ دست حسن بصری نے اس دست کا فرعون قرار دیا یہ اس نے تو اہل بیت اثنی و حد
بردی بڑے کہہ رہا تھیں اور صحابہ کو اب ال رسال سے ہم میں شیعہ یا سنی میں نہ تہورہ نیت دست مہد
بن زبیر کی پ۔ مہدی اور حکومت میں یہ شریانی قومی مصیبت کی یہ دعویٰ عربوں اور یہ عربوں سے ارمیان گہری
تھیں پانی کی جس کا دست کو تخت تسمان ہوں۔

عباسی خلافت:

عباسی خلافت کی تاریخ چار اے ہاوں نے ہادیہ سے مظالم اور نا انصافی بہ نہیں نے مادیوں سے ہاتھ
رو رکھی تھی و پنا حرم تانہ اس سے دست سے ملوئی ماریت کو کالیہ کینچیں با آثر خلافت ہ ماس دلی تو ماری اور
سے بدنی خاندان سے اور میں ماریت سے فی ہمدہ فدائی اور ہم ہمدہ ہم کا حالہ یہاں۔ بین وقت گذرنے سے ہاتھ
عباسی خاندان ہمدی ماریت میں سے بدہ تانہ اس کو خلافت ملی سے رقابت پیدا ہوئی اور منصور عباسی کے دور میں یہ
معدہ اپنے بہن کو پانچ پانچ س کے دست محمد بن زبیر اور ابیہم لوشیہ رد ہا اور دست مہد بن زبیر سے
پورے خاندان کو قیدہ بند میں ال و یا ماریت پر شک لیا بانے لگا اور اس کی مگر کی کی جانے لگی اور ن سے ہاتھ
دینے ماس کے لے بھی زمین تک رہی کی۔ اس طرح یہ ہمدی ان مار پر پانی جس پر ہمدی چلی رہی تھی۔ جس
طرح ہمدی سے دور میں دست ملی کا نام لینا مطلق تعالیٰ طرح ہمدی کے دور میں دست عثمان رخصی اللہ مند ہا
نام لینا مشکل تھا۔

امام اعظم کا سیاسی نظریہ اور اس کی بنیاد:

ہم منظم نے مدنی و مہاجر بنیوں کو دور ویکھے اس دوران آپ کو دونوں کے خیالات نظریات قریب و دور سے ایکنے ناموقع سے آپ کی سیادت و جہالت اور لوگوں سے ملوں میں آپ کی متبیت اور اہل علم میں آپ کی شہرت سے خائب ہو براہوں اور ارے علم انوں نے آپ کو قریب بنا چا ملین اس میں انہیں ماکامی ہوئی تاہم سی شمش میں آپ کو بہت چہرہ بھگت کا موقع ملا تھا۔

چنانچہ آپ کے قدموں پر دس، دس رفلکٹات میں دن موقع پر وقت کے علم کے ساتھ ملتے ہیں جاتے ہیں۔

”پن لٹھی ورتیں میں ہر عباس اور ہر عباس کے مقابلے میں حضرت سیدنا علیؑ کے دواؤ کی جانب تھ جو کہ حضرت وٹھ کے جس لمحہ سے تھے ورتیں میں آپؑ کے اظہار و اسرار“

دوسرے سبب، امام صاحب کی اہل بیت کی تائید و نصرت اور اہل بیت و عباسی امراء کی سرعام مخالفت کا مرتزق بننا اور سبب مرہون بننا، یعنی منہ لٹا کر باغی بننا۔ کیونکہ امام صاحب کے دور کے عالم استبداد میں مرہون بننے سے بڑے بڑے شیوخ و قسمن نے یہی پائی جاتی تھیں۔

یہ یہ۔ مرہم عرفہ من المسلم کا حکم ماقبہ ہے یہ فخرِ دیار و مائیں کی خدمت ہے لہذا مرہم عرفہ کا نہیں۔ اس روئے دلیل حدیث و فقہ تھی۔ مرہم عرفہ جو حال میں امرہم عرفہ اور شیعیان المسلم کا قول تھا۔ حضرت امام صاحب باطل قول و مانعے قائل تھے کہ امرہم عرفہ کا حکم باطل و موقوف نہیں ہوتا۔ سین کے لئے صورتیں بتائیں اور اجماعی طاقت حاصل کریں کہ امرہم عرفہ نہ چنانچہ شیعیان سے تکت حضرت زید بن علی کی حمایت کی چنانچہ احکام ائمہ اربعہ میں امام جعفر سے نقل کرتے ہیں۔

وَأَبِیْ وَحْدَ عَلَمِهِ أَتَعُوْا إِنَّا صَالِحِیْنَ وَرَحْمَةُ رَبِّیْ عَلَیْهِمْ مَا مَوْنَا عَلَیْ دِیْنِ
إِلَهِهِ لَا یُحْوِلُ ۚ

ہاں، ارے سناں راتاً میرے تئیں، میری آہیں ان کی قیامت ارے یہ آہیں یہاں ہو

رسول ﷺ نے فرمایا کہ سب سے بڑا جہاد یہ ہے کہ ظالم، شامکے، ماتے ظلمتوں سے

اور اس کی حدیث کو امام صاحب رحمہ اللہ نے فرماتے ہیں کہ

عن ابن عباس قال قال النبي صلى الله عليه وسلم سيد الشهداء حمزة بن عبد المطلب ورحل قام إلى امام حائر فأمره وبهاده فقتله ۛ

حضرت زیدؑ کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا جذبہ غالب:

حضرت زید بن علیؑ نے اسے ساتھ لے کر امام صاحب نے قہارن یاہد مارتے ہیں ۔
 شکر پ میں خدا کا نام لے کر مجھے اپنے دین کو خدا کی خدمت میں پہنچانے کا اس وقت موقع
 ملا جب کہ میں رسول اللہ ﷺ سے سخت شہید و متاثران کی حالت ہو کر عرف کا حکم دیا
 نہیں دیا اور منکر سے کیوں نہیں رہا ۔ خدا کی قسم مجھے یہ چیز سخت ناگوار تھی کہ میں محمد
 رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کروں اور اس کی حالت کو نہ صرف عرف کا حکم دیا نہ منکر سے
 روکے ہوتا ۔ خدا کی قسم لیا کرتا ہوں کہ اللہ کی تاب نہ لے کر رسول اللہ ﷺ کی حالت کو جب میں
 نے درست دیکھا تو اس کے بعد مجھے قطعاً یہ نہیں ہے کہ میرے لئے اس جہان
 جائے اور مجھے اس میں جہنم دیا جائے ۔

حضرت زید نے اپنی قسم کو پورا کر لیا اور با معارف عربین کے پاس میں آپ کی خوش مبارک باد کے ساتھ تکبیر سے تہنیت پڑھ کر چھٹے رکعے رکھا۔

سائیت مہارہ، راجستھان، صاحب کانٹھ، یہ وہ زمین اور شجرہ حضرت زید بن حارثہ سے بعد بھی

کوئی سات ر م کی سدا تہجد یہ دین لے مائی حیلہ مشورہ پر داشت نہالی کرے تو اس کا جواب س لے ہو
یہ ہوگا ۔ سے پئی ساقیت سے لہن رہ کار نہیں۔

حضرت سیدنا زیدؒ کی تائید و نصرت:

حضرت زیدؒ سے پ وقت میں وہ تمام اہل بیت میں رہا اور شہادت تھے چنانچہ امام مہر
صاقل بہ آپ کے نتیجے میں آپ کے بارے میں کہتے ہیں۔

وہ اللہ میرے پچھم لوگوں میں سب سے زیادہ قرآن کے پڑھنے والے سب سے
زوردار تھے، دین میں بخیر کھڑے، لے اور رعیت کا خیال رکھنے والے تھے خدا کی قسم، یہ
وہ شرف و ہونے والے تھے، جنہوں نے متعلقہ مسائل کے لئے اس نے ہمارے
خاندان میں اپنے حسیات کی نہیں چھوڑا تھا۔

یہ ہے کہ ہارنا عین فتنا محمد شین مثلاً اہل بن زیدؒ۔ عیوب بن نجاشیؒ و عیوب بن حمزہؒ نے آپ کے
لئے عقیدت و محبت کا وہ سہانہ الفاظ دیے ہیں کہ آپ کی جد و جہد کی تائید و تصدیق ہے۔

حضرت زیدؒ کے ساتھ امام صاحب کے رابطے:

حضرت زیدؒ نے شام کا مہر اٹھائے اور دعوت میں مسلمانوں کی قریب یہاں آپ کو انہوں نے شہید
کے روایت کے مطابق امام صاحب بھی حضرت زیدؒ کی حمایت کے لئے لوگوں سے کہتے تھے۔ حضرت زیدؒ اور امام
صاحب کے درمیان باقاعدہ مکتوبوں کا تبادلہ ہوتا تھا۔ حضرت زیدؒ نے امام صاحب مشورے پر چڑھ کر راستے میں
قدم نہ بھارتے تھے یہ قصہ امام فضیل بن زیدؒ سے سنا گیا ہے۔

کذب رسول زندق علیٰ ابی حمزہؒ

میں ہرگز حضرت زیدؒ کا قاصد نہ رہا تھا۔

معلوم ہوتا ہے کہ اہل بیت کی سخت نگرانی ہوتی تھی خصوصاً کوفہ میں اہل ہارثی مرہب کہ امام صاحب بھی

بدترکی نے اسباب الاثم و الف میں لکھا ہے۔

ترجمہ: حضرت زید نے امام ابو حنیفہ کے پاس اپنا قصہ سنا دیا۔ امام ابو حنیفہ نے اسے غم فراق میں غرق کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت زید کے پاس فقہاء میں سے کسی کا آنا جانا زیادہ سے زیادہ یا سلمہ بن اکیل۔ یہ یمن بن زیاد۔ حاتم بن یزید۔ وہ حاتم بن ابی بنیہ و خیرہ و فرج و یحییٰ بن محمد بن شریف بن طاعت نہیں بلکہ آپ نے فقہ مال جیسا کہ اس سے تواتر میں مذکور ہے۔

تو ہمارا مقصد یہ ہے کہ آپ سے ملاقات کی ہر ممکن غرض سے ہمیں روک دیا جائے۔
 خلیفہ میں ہمارے لئے یہ ہے کہ آپ کی بہت سے باتوں کے ساتھ ہماری خدمت کی

۱۰. الفرق: صحابی نے مقابلہ الیٹا لکھنؤ میں دست زیدے حالات میں لکھا ہے۔

لہذا جو عیسائیہ یہ رحمت فرمائے تحقیق اس کی منت جو ہم سے ان لوگوں سے متعلق ہوئی ہے اس

امام صاحب کا فتویٰ حضرت زید کے تائید میں:

آپ نے فرمایا کہ حضرت زید امام بہ حق ہیں آپ کی قریب بھی بہ حق ہے میں آپ کا ساتھی ہوں۔ مناقب
میں ہے۔

کان رند بن علی أرسل إلى أبي حنيفة يدعو إلى الله فقال أبو حنيفة
لرسوله لو علمت أن الناس لا يحدلونك وسمعون معي قيام صدق لكس
أبعده وأحاهد معي من حاله لأنه إمام حق لكس أخاف أن يحدلوه كما
حدلوا أباه.

حضرت زید نے قاصد حضرت امام ابوحنیفہ سے پاس بھیجا کہ ان کو اپنی طرف دعوت
کے قوام صاحب نے اس قاصد سے کہا: مجھے یقین ہوتا کہ وہ بہ وقت آپ کا
ماتھو چھوڑنے میں آئے ہر آپ کی امانت میں ثابت قدم رہیں گے تو میں آپ سے ہاتھ
بہاؤ میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ کے مخالفین سے ہاتھ دھو کر آپ والدہ لو (سین و ملی) کر رہا
ہو یہ عقد آپ امام بہ حق ہیں میں مجھے خوف ہے کہ لوگ آپ اور رسول اللہ کے

حضرت زید کا جہاد بدر کی جہاد کی طرح ہے:

حضرت زید کے ماتھو مل کر جہاد کرنے کے بارے میں آپ سے سوال کیا گیا تو فرمایا
فقال خروجه بضاہی حروح رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم بدر
فرمادے حضرت زید کا جہاد کے لئے نکلتا شہادت دیتا ہوں کہ ہر مومن کے لئے جہاد ہے۔
یعنی آپ کے ہاں حضرت زید کا جہاد ہوتا ہے ہر مومن کے لئے شہادت کی من قدر
و قیمت مراد وہ مشن جو وہ بدر کی طرح اپنی زندگی وقف کرتا ہے آپ من قدر حضرت زید کے ساتھی تھے۔

مختلف النوع اداء

امام صاحب خود بعض شہداء کی ہڈیوں کے کھنڈے میں باطلے میں آپ نے بحیثیت ایک مفتی مرید بنی رہا

سے حضرت زید نے بارے میں وجہ بالافہوی دے کر چنا چڑھا دیا۔ یہ عند آپ جیسے نبی و معروف مرنے کا وقت ہوتا ہے، کامیابی ہو، یہ شہر شاید ہی ملے۔

یہیں آپ نے سرفرازپانی نصرت سے جاکر مانی طور پر چور چور مدد فرمایا، بذریعہ قاصد مشورت کتب ہے۔ چنانچہ رویت میں ہے۔

وَبَعَثَ إِلَيْهِ بَعْشَرَ أَلْفٍ دَرَاهِمًا ۚ

ن کے طرف اس نے روئے جمع کیے۔

تاہم آپ انشائیہ کی عذر کے لیے ان کی نہیں شہادت نہ ملے، جس کا آپ نے خطا دیا۔ کہ میرے مدد ہاتھ میں نہ کوئی اور ہے، مدد جتنا نہیں، جو یہ کہ آپ کو نصرت زید کے دعویٰ و کتاب پر مبنی ہیں۔
 صاحب کے خدشہ کے مطابق، قندہار، اندلس میں بہت کم لوگ رہتے ہیں، اور انشائیہ روایت میں ہے کہ ان لوگ ہیں آپ کی روایت۔

شہادت زید:

عمر و عمل تہ کی درنہت علی حق کا جید سبب، ستقامت کا چہارہ، سلام کی پکی وراثتی عظمت و شہادت کے یوں کے لیے ہر پیار سیدنا زید علی علی نے اوند میں قیام کیا، روایتوں کی نصرت کی موت کی چنانچہ ان لوگ ہیں سے انشائیہ روایت کے مطابق۔ 150000 چہرہ، اور انشائیہ روایات میں چالیس ہزار روایات کے آپ کے ہاتھ پر بیست ہیں۔

آپ کے اصلاحی تحریک کے ان ایام میں پورے عراق کا گورنر یوسف بن عمر تھا، آپ نے مدین جہاں لے نیم صفر ۱۲۲ھ بدھ کی رات کی تعیین فرمایا۔ شہان، اہل بیت نے اہل اوند، شہر عظیم میں حضور برپا تاکہ امام صاحب کی نصرت نہ ہو سکے۔ اور حضرت امام صاحب، شہر نشین ہیں۔ اس سبب امام زید، قتل و مقتول ہی مقابلہ میں کرنا پڑا۔

اس تاریخی معرکہ میں دونوں لشعروں کے تناسب میں زمین و آسمان کا فرق تھا۔ معرکہ طبری کے بتوں

حضرت زید کے ساتھ ۲۸ مجاہد تھے۔ جن میں ۱۰۳ جیسی مندرج ہیں۔ جبہ نشان پندہ ہزار کا شعر کے ساتھ
میدن میں لیا تھا۔ یہ حضرت زیدی کے فوجی شجاعت اور عزم و ہمت کا نظم و نظام تھا کہ یہ حق و باطل کا معرکہ
روز تک پاتا رہا۔

ہل ہونے کے خوف سے یہ بیان بھی نہ ہوئی راز افشا نہ ہوتا تو آپ غم و رکا میاں ہو جاتے۔ یہ چیز نجات پہل
منقذات ہے پند فدیوں سے مانتو اے رب۔ یہاں تک کہ رات کو اچانک آپ نے پیشانی مبارک میں
جانب ایک تیرنا اور ماٹھ میں پیوستہ کیا۔ آپ اپنے ماتھیوں کے ساتھ وہیں آ کر حزن بن زید کے گھر میں
تہہ پذیر تھے وہیں پر تعمیر نامی صوبہ کو لا یا جس نے پیشانی سے تیرہ جینچہ تیرے نظنے سے ساتھ ہی آپ نے خدمت
اور اسے بچ کر کل فی اس کے چند مئے بعد آپ نے روٹ مارا اور پھر رہی۔

آپ کے ہاتھی آپ کے جسدِ مبارک میں تخت پر شان ہوئے۔ اس کو پہاں اُٹھ کرے چھپ میں
یہ فخرِ حکومت ہو کہ معلوم ہونے کی صورت میں شدید بے حقیقی کا غم تھا۔ چنانچہ ان کا لئے سے یہ گھر سے
میں یہ نامے کے ہمارے اُٹھ کرے اس پر پانی چھو رہا۔ میں انعام نے حکومت کو بھی گھر رہا۔ آپ کے یہ
سہمی غلام کے ہر ایسے قبہ معلوم رہی۔ آپ کے جسدِ مبارک کو کیا اور جسدِ کو آپ کا رہا۔ ہر ایک کاٹ و حیاتی بنی قائم
نے ہر ایسے یوسف بن مرے پاس بھیج دیا۔ اس کے بعد غلاموں نے آپ کے جسدِ مبارک کو سونپ دیا۔ ان کا آپ کو
سہمی و بیوقوفی کا پاک جسارت تھی۔ اس کا تصور ناممکن تھا چنانچہ اللہ پاک نے ان کو اس تیرم کا رہا دیا۔ یہ کہتے ہی
میری ہر نوس و ہر نوس کی شان کو ہاں نہاں نہاں رہی۔ یہ تھے۔

”آپ کا ایک میاں ہے، کل سے رازِ ماں کے یلین، ماں بھی ان کو تلاش کیا، یہ یہ معرکہ میں آپ کو فتح ہوئی، یلین پھر یہ، کان میں چپے سے تھے کہ چپا چپا پر“ اور مقابلہ میں تیرہ روزے گئے۔ آپ ان بات کی خبر سب ماموں وغیرہ کو پہنچ گئی، بہت زیادہ روئے سب بھی آپ کا ترہنہ ہوتا، آثارِ حق کی پہلی بند ہو جاتی۔ اور حضرت زید کے اصرار سے پیچھے ہٹیں، حسینؑ، والدہ معہ بھی لگتے ہیں۔

حضرت پریم مراد، سنس، ایہ کے ساتھ شریف بہادر پان کے شہادت کے بعد پریٹہ پل روپوش

رہے حضرت جعفر صادق کے گھر میں رہا اس دوران ان سے ہمارا ملہا میں رہا فیض یہ۔ حضرت زید کی شہادت کے بعد بھی حضرت جعفر صادق کے گھر میں رہے تھے اس لئے آپ کی تعلیم اور پرورش دونوں حضرت ہی کے ہاں ہوئی۔ جب حکومت نے پیچھا نہ کرتا یا تو پھر نکال دیا۔ یہی وہ اہل مرثیہ و سندھی حضرت قاسم شاہ زید نقیہ کی عینی خدمت ہے۔ تاہم بھی آپ نے ۱۱۱۰ھ میں اور آپ کے ملہا محاسن کے ملہا رہے۔

اموی حکمرانوں نے طرف سے ابتلا:

آپ نے ایسا کہ امام زین العابدین کے زید بن علی کی قہر بلند دہرہ رہتے تھے ان سے جہا کو ہر کے جہا سے تشہیر، یہ دوران کے علم و فضل، خاصہ دین سے سخت مدد ملے آتے ہیں دوران کو خلیفہ برحق کہتے ہیں حتیٰ اہل حق ان دنوں مدد و سرست بھی رہتے ہیں تاہم ان سے جہا میں شریک ہو گئیں۔ مرنے کو بے درائی سے شہید سے جاتے ہوئے، بیت میں چہ اس عظیم و بہت شہادت سے نقش سے ساتھ آتے ہیں ہوتے، بیت میں تو امام صاحب جیسے صاحب غیرت علی الحق کے لئے یہ سب ناقابل برداشت نہیں ہو گا؟ چنانچہ بعد میں مویوں کو اپنے رشادت و غطر و دروس میں "ظہون" یا "کاہن" اس سے بعد آپ کو موی خدمت سے جو مصائب پہنچے وہ اس موقف کے لئے امید میں۔ مرنے کی تعمیل اس طرح ہے۔

مناقب و مناقب مری مراد۔ حجاب و مناقب اور کتاب و زبان و تاریخ میں جہا و تشہیر یہ و قہر و مکتوب و مکتوب ہیں۔ کہ موی خلیفہ سے حامل لوفہ برید بن عمر بن عبید اللہ کے امام زین العابدین کے ہاں مرثیہ قصہ باشر نے ہی حفاظت و مدد دینی آپ کو تفویض مری چاہی۔ حضرت امام زین العابدین کے لہجے زبان دوران سے اہل بیت سے طرف میں ان پر کھن چاہتے تھے یہاں وہ بخوبی جانتے تھے کہ امام صاحب اہل بیت کے مائی میں اور موی دور خدمت میں کون مرکاری عہدہ نہیں قبول کرنے کے بند میں یہاں اس سے سب پکانے کا موقع ملتا ہے۔ گھر حضرت زید سے تعلقات ان دنوں دوران کے حق میں آپ کے لئے موی حکمرانوں سے ملتی نہ تھے۔ لیکن ان دنوں وچابت و رشادت اور حلقہ رات کے خوف سے بغیر امام کے ماتحت نہیں ہاں ملتے تھے۔

ابن ہبیرہ کی سازش اور امام صاحب کی بصیرت:

عالم کی قسم زمین

ابن ہبیرہ، مونی اور میں کو فدہ کا مامور حراقی میں حسب نیتے پہ پاہورب تھے تو ابن ہبیرہ نے حراقے ملا، مانتما کو اپنے کمر کے دروازے پر جمع کیا ان میں ابن کبلی لیلیٰ بن شہرہ ورا، ابن بنی حسدق بھی تھے اس نے ہر ایک کو ایک ایک منصب تفویض کیا۔ امام بوحنینہ کو بھی کہا، جیسا کہ ہمیں رہائی دینا چاہتے تھے تاکہ کوئی فرمان ن نہ دے بغیر جاری نہ ہو سکے۔ اور نہ ہی بیت المال سے ہونے والے خرچے اپنی صورت کے بغیر نکل سکیں۔ امام بوحنینہ نے انکار کیا۔ ابن ہبیرہ نے یہ پیشکش نہ قبول کرنے صورت میں روکو کہ طلبہ، علماء ان تمام منتہا، نے مانا کہ امام بوحنینہ سے کہا۔ "خدا کے لیے آپ کو ہلاکت میں نہ لے، اے امام" آپ نے مانگی تھی ہم خود بھی ن ہمدوں کو ناپسند کرتے ہیں" کیا میں قبولیت کے سوا کوئی چارہ کار بھی نہیں دے صاحب نے فرمایا:

لو ارادنی ان اعدله ابواب مسجد واسطی لم ادخل فی دالک فکبف
هو یرید منی ان نکب دم رحل بعروب عنقه واحمہ انا علی دالک
الکتاب فوالله لا ادخل فی دالک ابدا لے

میرے لئے شہادت کے سوا سب کے دروازے مار مارنے کا حکم بھی دے تو میں اس کے تعمیل کے لیے تیار نہیں یہ یہ ممکن ہے کہ یہ نبی بقتل کرنے کا حکم صادر کرے اور میں اس پر ثابت رہوں بخدا میں ایسا بھی نہیں دیکھتا۔

امام صاحب کی استقامت:

س پر بن لی لیلی وے نہیں چھوڑیے یہ دست لیتے ہیں اور باقی سب ملٹی پڑتیں۔ کتوں نے آپ کو قید کر لیا اور متواتر روز تک کورے مارتا رہا۔

جہل تقاربت عزم و ہمت کا پتہ نہ پڑے جذبے کے ساتھ بن مئی م کو برہشت یا ورتی صبر نے کام لیا نہ ٹوٹا، اور نیل وے تھیں ان سب کے لئے اس پر تو براہ کسر، شرمیں ہو رہا پناچہ جلا، سے تہ بن سیر ہ سے ہے۔
”وہ شخص تو سد بے رون ہے“

بن صبر و نے ہر کہہ ان سے کہتے کہ ہماری قسم پڑی رہی جلا، کے پوچھنے پر ماہ صاحب سے فرمایا: ”وہ مجھے مسجد کے دروازے شمار کرنے کا حکم بھی دیں تو میں اس کی تعمیل کے لئے تیار نہیں“ جلا، چہ اس خبر سے جلا، وہ اس قیدی کو کوئی سمجھنے بھانے و نہیں۔ یہ مجھ سے مہلت ہی طلب کرے تو میں دیئے کے لئے تیار ہوں ماہ و حیدر و پتہ پڑ تو فرمایا ”مجھے اپنے ماتریوں سے مشورہ کرنے کا موقع دو جائے۔ اس پر بن صبر و نے آپ کے راہی کا حکم، اما تو آپ نے اس سے قید سے اٹھتے ہی مدد مند رہی راہی۔ ایک روایت کے مطابق حضور اکرم ﷺ نے خواب میں ابن صبر و کو دیکھا کہ وہ نے امام صاحب کو قید کیا ہے اس نے پھر روایا۔

امام صاحب کی مکہ ہجرت:

- ۱۔ اس تاریخی واقعہ سے کئی باتیں واضح ہوتی ہیں۔
- ۲۔ یہ کہ وہی حکمران و ممال آپ کے ماں شہنی تقاضوں کو پورے نہ کرنے وے و حقائق کو جاننے وے تھے۔ اس لئے آپ نے اس کی خدمت کا حصہ منافی و دہ میں بھی پسند نہ کیا۔
- ۳۔ یہ کہ اہل معصیت و رجاء وں نے ساتھ نہیں دینا چاہئے چاہے اس کی تہی بڑی بھاری قیمت بھی یوں نہ کہ رنایزے و عزتیت ہی کا نام ہے اور امام صاحب کی چوڑی زندگی عزتیت کی کئی استانیوں سے جہارت ہے۔
- ۴۔ بات یہ کہ جب قادی کے دین پڑ بن آئے ہجرت کرنی چاہئے ہی لئے ماہ صاحب نے مکہ کی طرف

ہجرت کی یونہی آپ کا وقت درست تھا اور آپ نے اس سے خرف نہیں رہا تھا اس لئے مزید متحین سے بچنے کے لئے مدتشیف لے گئے اور وہاں وہیں سے دور کے خاتمہ تک قیام پذیر رہے کی اور ان ہی آپ نے برے سے ناچین محمد میں قیام اور وہاں اہل بیت سے سب فیض کیا۔ امام عطاء امام مالک امام زہری امام شافعی امام ابو حنیفہ بن اس دور کے اہل بیت سے تھے۔ انہوں نے لے کر آپ نے ۳۰ ہجری میں کیا۔ ان دور میں ہی آپ نے مدینہ میں اپنا حلقہ درس قائم کیا جس کا دور زر چکا۔

روایت سے متعلق آپ کا عنصر منصور کے دور میں جب عباسیوں کی حکومت آئی تو وہیں ہونے کے موافق تھی

بیان کرتے ہیں۔

فأقام بمكة حتى صار الخلافة للعباسية فقدم أبو حمزة الكوفي في
 زمن أبو جعفر المنصور ۱

ترجمہ: میں آپ نے مکہ میں قیام کیا یہاں تک کہ عباسیوں کی خلافت آئی میں وضیہ
 دو آئے منصور کے دور میں

ابن حجر کے علاوہ کے مارنے سے آپ کا دور سنی جاتا تھا اور آپ کے قایم و غم سے آپ کی وہ دور
 و سخت تکلیف ہوتی تھی آپ کے دور فرما کر مجتہدین کے علم و ماری اتنی قایم ہو گئے ہیں جتنی میری ماں کی قایم
 اور پریشانی کا غم ہے۔ ابن حجر کا دور آپ کے درمیان پیش آنے والے واقعات صحیح طرح سمجھنے سے نہیں ہم
 صاحب کی زندگی زندگی کے بارے میں باتیں سمجھنے میں آسانی ہوئی۔ امام صاحب کی عزت و قدر و درجہ
 پہنچنے سے آپ نے اس سے کاکیہ مقابلہ کیا اور ان کی بھی وقت میں مزہ دینی نہیں آنے والی یہی صفت اپنے اہل
 بیت کے ہر شخص میں ہوتی ہے۔

عباسی دور اور ان سے امام صاحب کے تعلقات

امام باخنیہ نے قیام مکہ کے بعد منصور کے دور میں وہیں کوفہ میں مستقل آئے تو منصور کی بہت تعظیم رہا
 اور آپ سے محبت رہا اور بدعا پیش رہا لیکن امام صاحب بدعا نہ سمجھتے تھے اس لئے ان کا قب موافق میں ہے۔

فقدم أبو حمزة الكوفي في زمن أبي جعفر المنصور فعمل أبو جعفر

بِعَنْتِهِ أَبَا حَسَنَةٍ وَحَبِيبَهُ وَأَمْرَ لَهُ بِحَائِرِهِ عَشْرَةَ أَلْفَ دِرْهَمٍ وَحَارِبَهُ فَلَمَّا
نَقِبَهَا أَبُو حَسَنَةٍ

پس امام کو حنینہ منصور کے دور میں گرفتار کیا گیا۔ آپ نے بہت تعلیم دینا اور
نیکو دوست رکھنا اور اس نے امام اور امام زین العابدین علیہ السلام صاحب کے قیام میں
یا۔

مبارک حضرت کے وہ بیٹے تھے جنہوں نے اہل بیت علیہم السلام کے نام پر خلافت حاصل کی تو شروع میں ان
سے ہاں یہ وہ شخصیں تھیں جو کہ اہل بیت کا محب تھے۔ ان کے ساتھ وہ یہ کے زمانہ میں ان تھیں ان سے ساتھ یہ
مہربانیاں کرتے تھے۔ امام صاحب نے اہل بیت سے محبت اور حضرت زین العابدین علیہ السلام اور اسی وجہ سے ان کے
ساتھ آپ و پیچھے کی تعلیم اور نظام بھی ان کے گھر میں تھیں اس لیے امام صاحب سے محبت اور ان کی تعلیم
، رٹی چوتھی کی طرح وہ فقہ نے شمار کیا ہے اور مہربانوں نے بھی منصور کے دور میں نفس ، یہ ورنہ کے بعد
کے تحریک اہل بیت سے اچھے معاملات رکھے اور ان کے ساتھ وہ دور ، لید بھائی میں ہوں سر نہ رہی اس لیے
امام صاحب بھی ان کے لیے اپنے اہل میں رہا۔ جسے تھے میں رفتہ رفتہ مہربانوں اور اہلیت میں کیا ، پید ہو
اور مہربانوں نے اہل بیت و خلافت میں شریک نہیں کیا بلکہ اس نے اہل بیت اپنے خلافت کے لیے کھد
تجربہ چنانچہ ان کے اہل میں وہ بھلے۔ جسے کئے حقیقت میں اس منشور کے تحت مہربانوں کو خلافت ملی اس سے انہوں
نے خوف کیا اس لیے لوگوں نے بنیادی کوئی تہہ ملی محسوس نہیں کی۔

محمد بن عبد اللہ ذوالنفس الزکیہ کی تحریک:

ساتھ ہی کے برسرِ حضرت مہدی بن اسماعیل بن جعفر امام صاحب کے اہل بیت اور مدینہ میں قیام
پذیر تھے منصور کون سے خط و محسوس بنادہ اس نے حضرت مہدی بن اسماعیل کو خالد بن مہدی و شمیم ، رقیہ و چنانچہ
قید ہی میں آپ کا انتقال ہوا۔

حضرت زید اور ان کے بیٹوں کے شہادت کے بعد مہدی و یحییٰ کی تحریک کے بارے میں تو مہات

امام مالکؒ کا فتویٰ:

[illegible]

ترجمہ: ابن نافع فرماتے ہیں کہ امام مالک کے ہاں جب مدینہ اور مکه کے مابین سے ہوتا تھا
پر بیت خدمت رہیں تو تمام اہل اسلام کے لیے اس کا عمل معتبر ہے۔

حضرت امام شمس "ایہ کے ماتحت پر اہل زمین نے بیعت لی اور ہمالیہ، یورپیہ، بے غل یا تھواریہ میں طرح قیاس میں نے وہی بات یہ کہ امام مالک صاحب نے ماتحت نہیں دیا۔ امام مالک نے ماتحت دینا ہی فوراً بعد آپ کو ختم نہ میں دینے امام تھلیل دیا آخر اس کی وجہ کیا ہے۔

امام صاحب کی کامیاب حکمت عملی:

اگر وفد میں امام بخینہ میں سے بھی زیادہ شدت کے ماتحت مادیات کی تالیف اور منصور کے مخالفت میں متحرک تھے آپ اور ان میں متدین رہیں مادیات کی سرکشتیوں سے بچتے۔ نوبت یہاں تک پہنچی تھی کہ آپ نے منصور کے بعض افسروں کو اہل بیت کے خلاف "نے سے روک دیا تھا۔

روایات میں موجود ہے کہ منصور کا ایک چہ ما اور اس میں قتلہ امام بخینہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کا یہ کہ امام بے حد آپ سے پوشیدہ نہیں دیا اس سے قویہ ممکن ہے امام صاحب نے یہ ہمارا ماما "ص خدا" کو معلوم ہو جائے کہ تم اپنے آپ پر کام نہ کر رہے تھیں اپنی جان کو ہلاک کرنے کی مسلمان کو قتل کرنے میں اختیار ہے اور جائے قتل اپنی جان کو تباہ کرنا کہہ رہے ہیں "مسم کا قتل تمہیں پسند نہ ہو اور خدا سے مدد کرو۔ یہ مدد یہ کام میں رہے گا۔ تو اس شخصوں کا چارہ دینا ہی تمہاری قویہ ہے۔" جس نے کہا مجھے منظور ہے میں خدا سے مدد مانا ہوں کہ میں کسی مسئلہ کو بھی قتل نہ کروں گا۔"

اس میں قتلہ یہ منصور کا قریبی اور قابل تھا، ماما اور شکر تھا اس کا کام ہی منصور کے خلاف مجھے و ہوں کا قلع قمع رہا تھا مرنے والے قلع پر اس نے یہ فیوض انجام دی۔ امام صاحب کے فراست و حکمت سے اس سے یہ دور کر دیا کہ جو کام وہ صاحب سے مانا جائے اس لئے اس کو باز رکھنے کا سوچا اور اسے بھی یہ بات سمجھ میں آئی اور ہر

امیر اہم بن عبد اللہ بن حسن کا خروج:

نقشہ میں نہ کہیم بن عبد اللہ بن حسن طائی کے شروع کا واقعہ پیش کیا اور یہ بھی ۱۴۵ھ میں ہی پیش کیا اور
بصرہ سے اس کا تار ہوا اور امام اہم بن حسن طائی میں کامیابی نصیب ہوئی۔ امام بن نہم پہلے تو اپنے بھائی بن
زید کے ماتحت تھے لیکن ان کے شہادت کے بعد لوگوں کے اپنے لیے بیعت یا یہ رمضان کا واقعہ اب حیدر
صاحب فافہ اور صاحب مقال نے بیان کیا ہے۔

چنانچہ منصور نے بنی اس بنی تھوہ کو علم دیا کہ وہ نہتہ اندھیم کے خلاف شہر لٹھی
ہیں۔ تو اس نے امام عظیم کے پاس آیا اور بتایا کہ منصور نے یہ علم دیا ہے۔ امام صاحب
نے فرمایا کہ تمہاری قوم کا وقت پہنچا ہے۔ انہوں نے اپنے محلہ پر یہ تو ہم کامیاب ہو
گئے ورنہ پہلے وہ پچھلے سب زمانوں میں مانجور ہو گئے۔ اس نے تو بہن پوشش کی اور
جان تعمیل پر رہا۔ منصور کے دربار میں مانتا ہوا اور بات و دل کہا۔ یہ میں اس طرف
کارش بھی میں رہا۔ تمہارے احکام کی تعمیل خدا کی طاعت کا سبب ہے تو
میں یہ طاعت بہت حاصل کیا اور خدا کی نافرمانی ہے تو مجھ میں نہ ہوتی
نہیں۔

اس بوجہ پر منصور سخت ناراض ہو بہت جھگڑا اب لکھا یہاں سب سے پر ناقابل اور سب سے وفادار
تہذیب اس سے ماننے اس سے حکم سے ماننا اور مانتا اس طرح اس نے اپنے اس محلہ پر اور جو یہ طاعت امام
صاحب نے کیا تھا۔ اس نے بہا تھا۔

اسی غلہ سے عہد مریدانہ مسلمانوں کے قتل کا جو کام میں اب تک (حکومت کے
شہر کے پر) رہا رہا ہوں اب اس کی طرف بھی نہ پلاؤں گا۔

امام صاحب نے اس عہد میں طرہ سے ایک تہذیب اور تہذیب اور تہذیب سے لڑنے سے روکا یہ یہ

”امی کو روئے نہیں جلد یہ شعر کو روئے رہا رہیں من کا بھائی حمید بن قحطہ بھی ہیں تھے۔ من صورت حسن کو بیچے
 رہ جو من سے بھائی بخلاف جارا تھا، حاکم، ابوہریرہؓ کا میرا لہو نہیں تھا، جارا مال ہر سے دم واک من شمس (یعنی
 حسن) کے اندر تھے، پھر رہے ہیں وہ من وقت سے ہمیں اندیشہ پیدا ہو چکا تھا کہ یہ غیروں سے میل ملاپ رکھتا ہے۔
 ماں ہر سے من نے ہوش حوس جہان میں ہے من لے میں من مم پر جانے کے لئے تیار ہوں۔

یہی حمید بن عبد بخت ہے من نے حضرت ابوہریرہؓ کا یہ کے سے میں نیزہ مولف یا ورن کا رہی کا،
 شہد مدینہ سے مراد کے کلیوں میں چرایا گیا۔ سب سے پہلے حسین کا رہا ہو، چارہ زرع کا چرن سے بیوں کا ورن
 پھر عبد اللہ بن حسن کے بیٹے محمدؓ اور ابراہیم کا اب ان حمید مدینہ کے حضرت برہیم کے خلاف بھی شمر کی قیامت کی
 نعمہ لہو مار تک۔

”من بن قحطہ کا من طرح بغیر کے اپنے اور ذیل و جہت کے منصور کے لے بہت ہی فکر کا
 باعث تھا۔ چنانچہ من نے مونج کے لیے آئی انکا یہ لہو ویمو من کا آنا جانا من قحطہ سے پاس ہے من نے من
 میں تنی بری من و فکاری تہ ملی اپنی ہے۔

منصور کا تعاقب و تحقیق:

چنانچہ کارندوں نے تحقیق دل سے بعد رپورٹ دیا کہ

”ابہ بدخل علی ابی حنیفہ لہ اس کا آنا جانا ابوحنیفہ کے پاس ہے

”حضرت امام صاحب پیغمبر کی اس سے اطلاع میں تھے اب وہ بھی یقین ہو یا ورن نہیں ثابت امام صاحب
 کے اہل بیت کے طرف اشاری“ کا حسن کے شغل میں ملا۔ امام موفق کے یہ روایت سے مطابق منصور نے امام
 صاحب مرسن انہوں کو زہر بھی دیا تھا۔

من طرح منصور کے خیمہ کارندوں نے یہ اطلاع بھی دی کہ امام برہیم بن عبد اللہ کا ورن امام عظیمہ ورن امام
 عمیش کے درمیان اس تحریک کے سلسلے میں ہمہ ثابت باری ہے۔ منصور نے جب من کی تحقیق اپنے ہر سے کی

تو یہ امام صاحب کے تحت رہ گئے ظاہر ہوئے۔ یہ واقعہ حضرت امام حافظ بن عبد بن ندیم نے اپنی کتاب میں تصدیق کیا ہے اور امام شافعی نے بھی۔

يقول أبو يوسف إنما كان عند المصنوع علي أبي حنيفة مع معرفته
بفضله إنه لما خرج إبراهيم بن عبد الله بن حسن بالبصرة ذكر له أن أبا
حنيفة والأعمش يحتاجانه من الكوفة فكتب المصنوع كتابين علي
اسميه أحدهما إلي الأعمش والاخر إلي أبي حنيفة من إبراهيم بن
عبد الله بن حسن وبعث بهما مع من يثق به فلما حبتى الأعمش
بالكتاب أحده من الرجل وقرأه به قام فأنعمه الشاه والرجل سعلو
فقال له ما أردت بهذا قال قل له أنت رجل من بني هاشم وأسمي كلكم
له أحناب والسلام وأما أبو حنيفة فقبل الكتاب و أحابه منه فلم يزل في
بني أبي حنيفة حتى فعل ما فعل

امام ابو يوسف نے کہا ہے ایک منسور نے غلام کو جو آپ کے قدر و منزلت
پر پوچھنے کے لیے تھی کہ جب ابراہیمؑ نے خروج کیا پھر وہ میں تو اسے بتلایا کیا کہ امام
وصیہ اور امام اعمشؑ کا امام ابراہیم بن عبد اللہ بن حسنؑ سے تحریک کے سلسلے میں
آیت چل رہا ہے۔ منسور نے خود کو حضورؐ کا نام نہ دیکھ کر زبان اور انداز سے لکھ کر
اپنے یہ معتبر شخص دیا کہ یہ دونوں حضورؐ کا نام نہ دینا اور امام اعمشؑ کو امام ابو حنیفہؒ کے
طرف سے پیش کیا امام اعمشؑ نے قاصد سے خط لکھا کہ یہ صاحبِ کرامت اور بزرگوار ہیں
جو اب میرے پاس آئے ہیں آپ کو ماشاء اللہ لے لیں آپ کے سب کے تحت رہیں
وہ سب امام ابو حنیفہؒ نے خط قبول کیا اور جواب لکھا اس وقت سے منسور کے وہ بن
میں آپ کی دشمنی آئی اور ہوا اس سے ہوا اس نے کیا۔

ابن حرج امام شافعیؒ نے الاماۃ میں بھی حضرت امام ابو حنیفہؒ کا فقہی مشورہ پر بھی یہ خبر ارجح کیا ہے
جو آپ نے برکتِ کرامت سے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ منسور کے ہاتھوں سے مختار آئے تھے اور یہ جہاں گئے۔

بالقرن و صحابی نے بھی امام صاحب نے حضرت امام کاظمؑ کو بلا لئے اور قتل کیا جس میں آپؑ نے
من بوفی نے و خدیجہ طور نے کا مشورہ دیا ہے۔

کسب أبو حمزة إلى إبراهيم بشر طمأنينة أن يحدد الكوفة ليعينه الريدية
وقال له انشأ سرّاً فان من هاهنا من سمعكم يسمون أبا جعفر فسلطوه
أياحدون برفقه فإني نوبك به ۛ

منصور کی کامیاب سازش:

امام رضاؑ سے روایت میں ہے کہ
امام جو حینہ امام کاظمؑ کی وفات کے بعد آپؑ نے منصورؑ نے پہلی بار اس طرح لکھا تھا
کہ وہ امام کاظمؑ کے لئے تھے میں اور ایک محتجبی کے ذریعے امام صاحب کے
پاس پہنچا امام صاحب نے پہلی نظر اس کا جواب لا کر اس کا قصد کو امام کاظمؑ سے کر
منصور کے پاس پہنچا کہ

اے منصور کے لئے شک نہ پاش نہ رہی رہی میں آپؑ سے فتاویٰ و روایات کے جو آپؑ نے حضرت
برہم کے حمایت میں لے گئے تھے ان پر پوری برائی۔

امام صاحب کی اعلانیہ نصرت و تائید:

مقاتل میں امام صاحب کے شمار، حضرت فخر بن ہرمل کی روایت ہے کہ
کان أبو حمزة نجير بالكلام أمام إبراهيم بن عبد الله بن حسن حياراً
شديداً وفتى الناس بالحجوج معه ۛ

امام جو حینہ برہم کے دشمن کے زمانہ میں مانیہ حکم لکھا منصور کی مخالفت اور امام کاظمؑ کی
حمایت کرتے تھے وراہوں کہ اس سے ساتھ ہر بہادر نے طاقت کی دیتے تھے

امام زکریاؑ کے جس بے باکانہ حزم و عمل کے تشویش میں مبتلا ہوئے انہیں آپؑ و مرآپؑ نے مانتیوں پر

تو نہ آج ہے۔

آپؐ حضرت محمدؐ بن عبد اللہ کے شہن کو باطل درست اور چارہ جانتے تھے اور آپؐ ن کے رہنے اور
 زبانی حدیث کا تذکرہ آپؐ کے ماتے گذر حضرت ابراہیمؑ کے شہن کے دونوں کاہ قعد آپؐ کہ یہ عورت آپؐ کے
 پاس سگہ پانچنے کی میر میرا ابراہیمؑ کے ساتھ جانا چاہتا میں اسے تنہائی میں تو آپؐ نے فرمایا کہ اسے نہ
 رہائیں چنانچہ موفقی ملی لکھتے ہیں۔

حاء ت إمرأة إلى أبي حنيفة أيام إبراهيم فقالت إن إلهي يريد
 هدا الرجل وأنا أسمع قال لا تصعبه^۱

ایک عورت اہم بن حنیفہ کے پاس آئی ابراہیمؑ بن عبد اللہ کے شہن کے سامنے رہا
 کہ میرا بیٹا اس کا ساتھ دینا چاہتا ہے میں اسے تنہائی میں تو اہم صاحب نے
 فرمایا تو اسے منع نہ کر۔

تھا بن حنیفہ میں کہ اہم صاحب کو ابراہیمؑ کے مدد کے لیے بھرتے تھے۔
 كان أبو حنيفة يحض الناس على إبراهيم وبأمرهم بأبائهم^۲
 اہم بن حنیفہ کو اہم بن حنیفہ کے مدد کے لیے بھرتے تھے اور ان کو ان کی رویت کا
 علم دیتے تھے۔

ابراہیمؑ کے ساتھ شہادت، بدر کی شہادت ہے

والفرق بین قتلی قتلتی میں اور وفاتہ فی تاریخ الامم السادہ میں امام شمس حارونیؒ کی روایت
 نقل کرتے ہیں

وقال أبو إسحاق العرازي، حدث إلى أبي حنيفة فقلت له: ما اتقت الله
 حيث أفسد أحي في الحروب مع إبراهيم بن عبد الله بن حسن حني
 قتل فقال لي: قتل أخيك حيث قتل معادل قله لو قتل يوم بدر
 وشهادته مع إبراهيم خير له من الحناء قلب فمأمعك أس من دال

^۱ مناقب مکی ص ۳۶۳ ج ۱ ص ۲۶۲ مقل الطالبین ص ۳۶۲ الاضاح ص ۲۳

آپ کے ماتے جب بھی وہ لٹیں، یہ ایک نکتہ ہوتا ہے، مانتے آپ کے "سو پارٹی ہوتے"۔ اہل میت
بہت بڑے وقت و وقت میں سو پارٹی ہوتے۔

[illegible]

امام ابو حنیفہ کی حق گوئی و بیباکی

ہل موصول نے منسور سے عہد شکنی کی تھی۔ اس نے ان سے معاہدہ کر لیا تھا۔ عہد شکنی کی صورت میں وہ
مباح ہدم ہوں نہیں گئے منسور نے قتلہا کو جمع کیا امام ابو حنیفہ جی ٹی ٹی ٹی فرماتے منسور کو یہاں پر دست نہیں کہ

مختصر علیہ نے فرمایا المومنین علی شروطنہ من اپنے شرموں کے پابند ہیں اہل موصول نے عدم شرم کا مددہ یا تو عرب نہیں نے میرے مائل کے خلاف بغاوت کی ہے (یاد رہے کہ اہل موصول نے اہل بیت کے حق میں شرم لیا تو) ہندوستان کا خون حال ہے یہ شخص آپ کے ماتحتان پر غلے ہیں اور آپ کا قوسن کے بارے میں قابل تہمید ہے۔ معاف فرمیں تو آپ معافی نے اہل میں اور ہندوستان میں قوموں کے لئے کی پادش

ہوں۔

مفسور ماحولیت کے مخاطب ہو رہا ہے آپ کی یاد ہے یہ کیا مرض، وقتِ نبوت
کے حامل مہن پند خاندان نہیں ہیں۔

ہمارے فریاد ہاں موصول ہے جو شہر دہلی میں ان کے سنا کاروبار نہیں ہے اور جو شہر
آپ نے جس کی وہ آپ کے مدد و اختیار میں نہیں۔ یہ عند ممکن زمین صورتوں میں مباح
المدع ہو تا ہے کہ آپ کا حق پر رقت بر ما باطل مارا ہو گا اور خدا کی ارض و سرحد شر پور
نے جانے کا بار بار حق رکھتی ہے۔ منسور نے قتل کیا کو چلے جانے کا علم ہوا۔ پھر نکلتے ہیں
ما صاحب و بد، انبار کے شیخ فقیہ، دست و گریبا آپ کا بڑا اپنے حسن و تشکیک
کے چاہے مرید یا فقیہ نہ رہتے اس سے علانیہ خدمت کا پہلو نکلتا ہو یوں۔ اس
سے پانچوں کے ماتحت نہ ہو جاتے ہیں۔

میں رویت سے معلوم ہوا کہ امام صاحب فقہ بات سنبھالے وہ یہ کہ خوف نہ کھاتے تھے منصور ہمارے عظیم
سی صاحب سے زیادہ انجیب۔ ہر علم سمجھتے تھے سب سے امام بات یہ منصور کہ جتنا امام صاحب نے توئی سے خوف ہوتا
تھا جتنی تو کسی شہر سے بھی نہیں ہوتا تھا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ امام صاحب، اہل بیت و انجیب اہل بیت و ان
سے بھی مافہ نہیں رہتے تھے۔

امام صاحب کا استقلال و فکر و نظر:

• باب ۱۲ نے حضرت امام صاحب کو، ہمتا ل فخر و محبت و تقیہ ت میں ایسی ہمت دی ہے کہ

کے ماتھے۔

امام صاحب کا حکیمانہ طرز تبلیغ:

کتب مناقب میں یہ دورہ، فقہ آپ کے امامت قدرتی تاریخ میں روشن مثال کی طرح موجود ہے۔
کوئی نہیں یہ سنی معاہدہ حضرت عثمان، مائتورین کو، بھائیوں تک یہ یہودی مت
تو معاہدہ حبشی، ساری تجارت حد سے لٹرنے کی تو امام صاحب ہی تھے جس نے
اس سے دریدہ اسنی ورنہ یہ مقامات کے حضرت عثمان کی، من حضرت وملت کا
تخلیف فرما، ورس کا حکیمانہ طریقہ یہ تھا کہ آپ اس کے پاس تشریف لے گئے ورس
سے ہمیں آپ کی بی بی کے لیے ایک رشتہ کیا سنا ہوا ہوں، وہ شخص ورس صاحب سے
قدردانیت سے نہ بنا، کا، تپا پنا چہ آپ کی، حضرت کی، آپ نے فرمایا، یہ وہی کا
قاری و حافظ قرآن ہے، مادر شب زندہ، آپ تہی کا جسم ہے، طر و صورتیں بھی
میں ہے، اس کی نے، دست پند آیا، ورنہ شوق، مان، خطاب کی، آپ نے فرمایا،
میں میں یہ شرف، بی بی کے شخص نے پوچھا، یا آپ نے فرمایا، یہ وہی ہے
میں شخص نے شہید ہمد، کا، تلمار، ورنہ سے، نگار کیا تو، آپ نے اس سے فرمایا، تو
ہی، یہ بی بی کے شخص کو، میں سب حالات میں ہیں، یہ وہی ہے، کی، یہ سے رشتہ
اسی سے نگار کیا ہے، یا، منہ، کی، یہ، یہاں رقیہ، ورم، غلظت، تہی کی، میں نے
ہیں، یہ نہیں نے معاہدہ تہی سے کیا، اسے مطابق، یہ وہی سے یہ، یہ، لے

آپ کے اس حکیمانہ طرز استدلال سے وہ حیرت و ششدر رہ گیا۔ اور اپنے خیالات سے توجہ ہٹ کر محب
عثمان بنی ہو۔

وچے کی بات یہ ہے کہ پورے کوفہ میں سیدنا عثمان بنی کا، فان، فک، جو حنیف سے، ورنہ، یہ، منہ، کی
قرابت داری کے وجود، ورنہ، من، کی، ورنہ، من، کی، یہ، یا، یہ، ملی، پر، طعنہ زنی کرنے، ورنہ، من، کی، نہیں، گنگ

ہوں تھیں۔

در اصل اعتدال و سلامت روئی و فضیلت و رفعت تھی جو کہ ف جو حینہ کے لئے مقدر ہوں تھی۔

بنو عباس کے طرف سے ابتلا:

عربیہ کے تشریحی اور سے پھر منصور نے وہ تمام حضرت امام صاحب کی بیٹی اور بی بی و نجانات و مرآپ کے رشادت اور ان کے سبب آپ کو چپ و لے مصائب جو انی فہم کے ماننے میاں ویاں ہے۔ منصور ورس کے خاندان و لے اس سے خوب خوب و قنف تھے۔ چر منصور کے دور میں آپ کی عباسیوں نے ہارے میں نظر یوں تہدیی ورن کے بل بیت تھی کے مر میوں کی خلیہ و عمارت مخالفت و مرآپ کی بل بیت سے رو بہ و سات بھی منصور کے نظروں میں تھی ووری یہ ثبوت بھی ملے تھے۔

منصور کی شہرہ علی سے قرب بعید تھی کہ وہ آپ سے اپنے خیال کے مطابق آپ سے ہامیونہ مر میوں کا حساب کتاب نہ لے۔ لیکن آپ کی عمام میں قدم و سات و مرملی و مرسانی ویت و مرسلع علی حلقہ رکھنے کی وجہ سے فوری پر نہ لے سکتا تھا۔ ہندس نے یہ غرض ہوتا تھا سے کام یا اور ما اثر اس نے فیصد یا کہ ان کو قضا کا مجدد ٹیٹس یا جا ہے۔

امام صاحب کا اختیار عزیمت:

اس طرح اس نے لے امام صاحب کے طرف سے انکار و رتق و رمنوں صورتوں میں قدم تھا۔ انار کے صورت میں اس اناری و ہونہ انار و یہ کام قی ماتحور و ماتے یقیں تھا کہ آپ اناری بریں گے یہ وہ آپ نے مویوں کے اور میں انہی اسباب و ملل کے وجہ سے قضا سے انار یا تھا جو کہ اب انی مایوں میں بھی ہر وجہ تم ہو جو انہیں و رتقوں کرنے کی صورت میں امام صاحب اپنا مقام کھوتے و مر مایوں کی رن کے مضبوطی کا سبب بنتے تھے۔ و مرآپ کی مذہبیہ کاموں کی کی موتی و مر عباسی سمیت کہ یہ مضبوط و مر بے ہارک ماقدر سے نجات تھی۔ چنانچہ آپ کہ بعد اسباب یا یا و مر قضا کا مجدد ٹیٹس یا یا۔ حسب توقع انکار فرمایا یہیں سے انکار و مر کا انار ہو جو آپ کی تہات پر کی تھو ہو گا۔

بعض حضرات کا موقف ہے کہ منسور کا آپ نے حضرات محمد بن مسلمہ، زید بن علیہ، محمد بن عبد اللہ کی حمایت پر ناراضگی تھی تو فوری ردیوں نہیں دی پانچ سال کا انتظار یوں کیا۔ تو ان سے عرض ہے کہ رقی غور کا رہی ہوئی حکومت بطرف سے تو یہ اٹھاپے پاؤں میں کھلاڑی مارنے کے موافق ہوتا اور اساتذہ جن سے نسخاے نہ ملتا اور تاخیر کی ایک اور وجہ منسور کا کوہنہ نام سے پکارا جاتا۔

۱۰۰ کی بات اموی ۱۰۰ میں سیدنا زید کی حمایت اور ان کی شہادت ۱۲۲ھ میں پیش کی لیکن مویوں کے طرف سے تلوار و رتھ کا رہی ہے ۱۰۰ قعات ۱۳۰ھ میں پیش کیا۔ فوری کارروائی سے امام کے اور اہل بیت کے موقف کو قبولیت وراثت ملتی اور یہ حیرت انگیز قطعاً نہیں چاہتے تھے۔

۱۱۰۰ کی بات یہ کہ آپ سے شہداء و خاندان امام ابو جعفر اور امام رضاؑ نے امام صاحب کے ہمد کا سبب سے ورس و اہل بیت کی حمایت کیا ہے۔ ان کیوں امام صاحب کو حامی اہل بیت مانتے ہوئے سے مڑتے ہیں۔

حکمرانوں کی خفیہ تدبیریں / سازشیں:

۱۲۰۰ھ جبکہ علمائے اہل حق و انصاف ان طاقتور دنیاویہ مصلحتوں کو کہ مقتدر و علمی و روحانی طور پر مروج خلافت شیعہ کو پناہ دے کر ان کے اپنے مقاصد میں تباہی مارتے ہوئے کے لئے پہلے انصاف و برصارت و مختلف بہانوں سے ان کے خلاف ریلوئی سے کام لیتے ہیں جاکہ یہ یوں بدایا عہدے وزیر تھے کیا کیا مکرز ہیں تا ایف قبول سے تاریخ سے مرقی یہ مکرزوں مثالوں سے بڑے ہیں اور بچے اور خد ترس انصاف پسند برکتوں کا بھی مظاہرہ کرنا۔ انہوں نے بھی بائبلوں سے بیانی رشتوں سے کوسوں بھائے میں مافیت اٹھیں۔

۱۳۰۰ھ صاحب اس وقت بھی منسور سے بدایا نہ لیتے جب منسور سے تعلقات ٹیڈ نہ تھے نہ ہی منسور میں اہل بیت اٹھنی تھی لیکن جب اس کی برکت ماننے سے تب یہ سب کو دیکھتا تھا۔

حضرت امام صاحب نے بارے میں کتاب لے منسور کے طرف سے آپ نے مولا کو ماری مولا مدعیہ میں نافذ کرانے سے بچنے بھی اور اسباب کے علاوہ بیگنا مسعود جذبہ بھی کارفرما تھا اس لئے امام مالک نے منسور کو

خفی سے منع فرما۔ چنانچہ گئے بارہ بیٹے زیدی منسور ہو کل تک امام مالک نے تاب کو چوٹی مت مسممہ کے لئے دستور حیات و درس کی تعلیم دینی پر عمل کو نہ مری قرار دیا چاہتا ہی وہ تنہا تریہ کے شروج سے ہم میں امام مالک کو ان کے حمایت سے ترم میں اتلا، عظیم اور انتہائی تدریس کا۔ امام بخاری نے بتاتے ہوئے اس واقعہ کا بیان کیا ہے

لغرض پہلی صورت کار نہ ہوئی اور جاریہ شہدہ میں پرہیزگاری اور قضا پر ساریا اور نظارہ نمازوں کی بارش ہوئے علی ساریا اور کورہ کا تسلسل کی ان تک رہا اور یہ بات تمام مہتممین و مصلحین کے لئے صاحب۔ چنانچہ امام وزیر و رحمتہ مدد سے امام اور حکومتوں کے درمیان جاری و پشاش اور اس کے اسباب نے تھے اور نہایت وضوح و مہتممہ غائب میں بیان کرتے ہیں اور حضرت امام صاحب کی ثبات اور سلی سبب سے طرف بھی یخ شامہ فرماتے ہیں کہتے ہیں۔

ثم إن أبا حمزة رضي الله عنه قد عرف بمحنته لأل البيت، وإن لم يعلم
درحة الشيع، وقد بدت تلك المحبة في العيد الأموي فعرض لأدى
إلى هيرد وندب في العصر العباسي فمكش ولاء ذ لمحمد المنصور
الركبة وأحب إبراهيم وقد نزل به من الملاء بسبب ذلك ما نزل وإن
اتخذ المعتبر سبباً آخر ليحمي ذلك الباعث

بے شک امام زیدینہ رضی اللہ عنہ سبب اہل بیت کے ہونے سے شہادت دیتے ہیں
مہمہ کی محبت اہل بیت پر تشیع کا پیروں نے تھا آپ کی اہل بیت سے محبت ہوئی
اور میں بھی مکمل رسائے آیا اور اس وجہ سے بنامیرہ آپ سے ہر پے آزار ہو مری
طرح مہمہ اور میں آپ کی خدمت میں وہ نفس الزکیہ اور ان کے بھائی برائیم سے
تحفقات زبان زور امام ہوئے حقیقت اس کے بعد امام صاحب کو جو تلخیں و مرزوں میں
پہنچیں وہ ان کی دہ اہل بیت کے سبب ہے اور چہ اس کا سبب ظاہر کی جہمہ اور بتایا جاتا
ہے تاکہ اس کی سلی مہمہ اور انشاء میں رہے۔

شہادت ایک حقیقت:

آپ کے شہادت اور سب شہادت کے لیے شرعی و قانونی ملکی ثبوت / شہادیں معتبر و مستند تاریخوں اور مناقب سے و مشہور محدث ناقدہ حنفیہ و مہمور شخص کے الفاظ کے ساتھ بیان کریں گے چنانچہ امام ابن تیمیہ نے مشہور تاریخ میں منقولہ طریقہ و روایات کے طرف لطیف اشارہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

ابن کثیر کی شہادۃ

راودہ ابو جعفر المصنوع فی ان یلی الصفا . فامسح وکان وفاته فی
السحن بیعدادا

و انہ سے امام صاحب کو مدد و پیش برائے چاہا تا چاہا میں آپ نے ان کا یہ مرتبہ
ن و فات جمعہ وکیل میں ہوئی

اس مہارت و مہر پر نہیں گئے تو آپ پر یہ بات میاں ہوں یہ منقولہ الفاظ کے پیش کرنے کے نتیجے
پوشیدہ مقصد کا فرق ہوتا ہے اس کے ساتھ ساتھ تمام امام صاحب کی حمایت کا سوال، چہ تہم کے لئے ورنہ فہم۔

ابن جوزی کی شہادت

یہ مشہور تمام محدث مفسر و مہرث ماوراء النہر بن مہدائیس بن علی المعروف ابن جوزی نے اپنے مشہور تاریخ
مستطعم فی تاریخ المملکات و الامم میں حضرت امام صاحب کے باب قیدہ شہادت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وقیل لہما حبس لانه تکلم فی انام حروح ابراہیم علی المصنوع
و حبس و توفی۔

کہا جاتا ہے کہ آپ کو یہ حکم کے شہر کے ان کے حق میں ننگہ کرنے پر قید کیا
یا یہ قید میں کی وفات پائے۔

امام ذہبی کی شہادت

امام محدث معروف بہ فہم رجال کے رئیس حضرت امام ذہبی نے کتاب العلم میں مکتبہ مورخہ اپنی کتاب

مادرِ حنیفہؑ کے بعد چچا: "میں آپ کے پاس آیا تو آپ میرے چچا پر مشرک تھے آپ کا چچا مبارک سیاحہ چکا تھا۔ پس آپ کو بعد میں لایا گیا۔ ماں آپ پر درودِ رحمت رپ۔ آپ نے بارے میں ہوں بہا یا تھا۔ آپ کو زبور پلایا گیا۔ ۵۰۰ آیت کی ماں تھیں۔ ماں صاحبہ نے مال کے علم لئے تھے۔

اور حضرت امام حسن نے مناقب بنی حنیئہ میں بھی روایت میں بھی وضع حفاظ کے ساتھ نقل ہے روایت سے شروع ہوتے ہیں کہان عجیبہ ہی امر! براہیہ نے آپ حضرت امام کے بارے میں عادیہ حمایت کرتے ہیں اور اس روایت کے الفاظ و رسیاق و سباق سے یہ بات بھی واضح ہو رہا کہ منصور نے اپنے دور کو حکم جیسا کہ بنی حنیئہ کو رفقہ کرنے بعد اپنا پورا دور قتل پہنچایا۔ کیا یہ قتل مانقی ہے کہ ایک شخص کو اعلیٰ منصب پر فائز کرنے کے لیے یہ پانچوں کے جیو جاتا ہوں۔ اور امام بن محمد نے امام بنی روایت ہے کہ امام بنی فہ سے قتل یا پھر انہوں نے اس روایت میں امام صاحب کے قید بہہ اور شہادت ہے۔ باب کہ مرید وضع بیان کرنے کے ساتھ منصور کے طرف سے امام صاحب کی اہل بیت کے طرف میلان اور حمایت نے بارے میں سے جانے والے تحقیق کا یہ منظرہ و قعد بھی نقل کیا ہے کہتے ہیں کہ امام بنی فہ نے فرمایا۔

إِذَا كَانَ عَيْتُ الْمَحْجُورِ عَلَى ابْنِ حَبِيبَةَ مَعَ مَعْرِفَةِ بَعْضِهِ أَنَّهُ لَمْ يَخْرُجْ
إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَسَنِ بِالْبَحْرَةِ ذَكَرَهُ أَنَّ أَبَا حَبِيبَةَ وَالْأَمَشَ
يُحَاطَبَانِهِ مِنَ الْكُوفَةِ

فكتب المصنوع كتابي على لسان أحدهما إلى الأعمش وإلى خريال
أبي حمزة من إبراهيم بن عبدالله بن حسن وبعث بهما مع من شق
به

فما حتى الأعمش بالكتاب أحده من الرجل وقرأه ثم قام فطعمه
الشاة والرجل سطر فقال له ما أردت بهذا قال قل له أنت رجل من
بني هاشم وأنت كلكتهم له أحباب والسلام وأما أبو حمزة فقبل الكتاب
وأجابته عنه فلم يزل في نفس أبي حمزة حتى فعل به ما فعل^٤

میںک منسور کی امام اوعینہ سے مارا نکلی ماہ جو ان کے فضیلت سے واقف ہونے کے
 یہ تھی کہ ہر وہ سے بدھیم کے شہوت کے پیام میں منسور کو بتایا گیا کہ خوف سے امام
 صاحب اور امام عثمین ان سے خط و کتابت نہ کرتے ہیں۔

پس منسور نے بدھیم کے طرف سے وہ بھلی خط و پیام عثمین اور امام اوعینہ کو بھیج دی
 اپنے یہ خفیہ معتمد آؤں کے ماتحت بھیج دیا۔ جب وہ خط و خطیں پہنچے تو امام عثمین سے
 وہ خط لیا اور پڑھا۔ پھر لکھ کے ہوئے اور وہ خطا برقی لکھا دیا اور عثمین (قاسم) کو بھیج
 رہا تو اس نے کہا کہ یہ آپ نے لیا یا امام عثمین نے فرمایا کہ ان سے ہر وہ آپ کی
 مٹم سے قلمی میں اور آپ سے سب اباب ہیں اور امام ہیں۔ لیکن امام ابی عینہ نے
 اس خط و قبول لیا اور اس کا جواب لکھ کر اسے واپس منسور نے اسے دے دیا
 میں دیکھا یہاں تک کہ وہ اس نے دیکھا تھا۔

حضرت امام ابو یوسف کی اس روایت نے تمام پرک چاک کر دیا۔ وہ حقیقت یہ تھی کہ
 طرح مکمل رہا تھا۔ کیا۔ ب بھی، کوئی یہ خیال رہا کہ منسور کو آپ سے نصیحت ہوئے کہ یہ خط و خطیں یا
 چر آپ بل کے اور یہاں ہو ت ہوئی۔ وہ لوگ انجانے خوف سے خوفزدہ ہیں کہ میں ہم پر راضی نہ
 گئے نہ ان کے خوف، دست سے سب تمناں حق رہے ہوں گے لیے۔ امام شافعی کا رشتہ آپ کے فرمایا۔
 ان کا ان حب آل محمد ورضی ولسید الثقلین اسی را فضی
 ر آل رسول کے محبت کا رشتہ ہے تمام انساں اور کائنات بان میں کہ میں راضی
 ہوں

ہاں رہنا چاہئے ہی کے ناجائز دعویٰ کے اپنی مراثی طہیت کی چیز پر ہی نہیں ہو سکتی اس طرح ہی نے ہل
 ہیٹ پر دعویٰ سے وہ ان کے نہیں ہو سکتے اور نہ ہی ہم اہل بیت کو پھیر سکتے ہیں۔

سادات کی شہادت امام اعظم کے شہادت کے بارے میں

امام ابو طالبؑ کی بن حسینؑ الحاروثی الحسنی۔ ملاقات میں فرماتے ہیں

وكان أبو حمزة يذموا إليه سرا نكاته، وكتب إليه "إذا أظفرك الله
عيسى بن موسى وأصحابه فلا ترف فيهم سره أياك في أهل الحمل إليه
لهم نسل المصهرم ولهم نعم الأموال ولهم سبع مديراً ولهم بدفت على
جريح لأن القوم لهم نكح ليه فيه، ولكن سر فيهم سيرة يوم صمى فإيه
دفع عني الجريح وقم العسة لأن أهل الشام كان ليه فتنة فغفر أبو
حمزة فسره وبعث إليه فأشخصه وسقاه شربة فمات ميأ ودفن بعداد

میں رہا، بیت میں امام صاحب کا بذریعہ خط حضرت امیر اہل بیتؑ کو مشورہ دینا اور اس خط کا
منصور ہے، تحریر منامہ میں ہے آپؑ کو یہ نامہ شیخ کیا گیا ہے۔

امام مناوی کی شہادت

ماہرین میں مناویؒ کی کتاب الطبقات اللہ فی میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بات نقل کرتے ہوئے
کہتے ہیں۔

أكرهه المصنوع على القضاء فأبى فحبسه حتى مات بالسجن
منصور نے امام عظیمؒ کو قضا پر مجبور کیا آپ نے انکار کیا اس پر اس نے آپؒ کو قید
کرایا اور قیل میں کی وفات پائے۔

وكان كل قبل يخرج به فيعده، وينوعه بقول والله ما أنا مأمون في
الرضا فكيف في السخط هكذا حكايا بعضه في سبب مؤنه ولكن في
نارح الشام مانعه "أخرج أبو الشح في التاريخ بسنده عن رفر قال كان
أبو حمزة رضي الله عنه يحير أنام إبراهيم بالكلام جهراً فأقول له
ما نرصى إلا أن توصل الحال في أعاقفا فلم يلبث أن جاء كتاب
المصور بأن يحمل إلى بعداد فعذوب إليه أودعه وهو سلى بعلنه و
قد أسود وجهه حتى صار كأنه مسح فحمل إلى بعداد فعاش خمسة عشر

تمہارے وقتے سے آپ کو نکالا اور دھکا مارا ہوتا آپ کہتے کہ میں خوشی میں
 مانوں نہ رہا تو مار تھکی میں ایسے میں سے ہوں گا اس طرح آپ کی موت کا سبب یوں
 یا ہے۔ یمن تاریخ شام میں سند کے ساتھ روایت موجود ہے کہ امام زفر مانتے ہیں کہ
 امام زحیفہ یومہ سیم میں حکم ملا ان کے حق میں کام کرتے تھے چنانچہ میں سے آپ
 سے ہوا۔ آپ کی وقت تک خانہ نشینی پر راضی نہیں ہوتے سب شک کہ مارے رہوں
 میں رہیں۔ میں نے مسعد سے لکھا تھا کہ منسور کا حکم آیا کہ امام صاحبہ بغداد
 جاے جس میں آپ کو رخصت کرنے کے لیے مامور تھا آپ ایک چتر پر سوار تھے اور
 آپ کا چہرہ سیاہ و بیا تھا چنانچہ آپ بغداد پہنچے کے چند روزوں میں آپ رہے اور
 آپ ۵۰ میں شہید کیا گیا۔

امام منہدی بن س روایت میں تاریخ شام کے والے سے امام صاحب سے باب شہادت کے ساتھ یہ بھی
 صاف ہو گیا۔ کہ آپ کو باقاعدہ جہیز کے ساتھ قتل کر دیا گیا۔

قاضی صیری کی شہادت

امام محدث ابو مرمر بن سلام تقریباً قاضی ابی عبد اللہ حسین بن علی صیری نے اپنی کتاب اخبار بنی
 حنیفہ ص ۲۰ میں لکھا ہے کہ یہ روایت نقل کی ہے اور انھیں کا یہ در شاہ قتل کیا جفا
 وحشی شریۃ فہامات ص ۱۷۱

ن کو یک چینی چیز پانی کی میں سے آپ کا انتقال ہوا۔

امام موفق بن علی کی شہادت

حضرت امام زحیفہ پر سب سے زیادہ تفصیل سے گزارش نے امام صاحب سے امام محدث مورخ صدر رند
 ابو مؤید موفق بن احمد لکھی ہیں امام صاحب کے خیالات رجانات اور حالات زندگی کا یہ اور معتبر ماخذ امام علی بن

ان مناقب بنی حنیئہؓ بے امام موثق نے امام سائب کے باب قید و بند اور رطبت و شہادت پر تفصیل سے روشنی
ڈال دی ہے یہ روایت نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

قال یحییٰ بن المصر لم یشکوا ان انا حبشہ سقی السہ فمات

یٰ بن ہشیر نے بیان کی ہے کہ میں شک نہیں کیا کہ امام ابو حنیئہؓ کو زہر دیا گیا وہیں شہید
ہو گئے۔

ایک اور روایت میں اسباب عداوت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ان ابراہیم بن عبداللہ خرج بدعی الخلافہ بالمصرہ فطم المصنوع ان
الاعمش و انا حبشہ کما کما نا الی ابراہیم فکسب المصنوع کما کس من
لسان ابراہیم الی الاعمش والی ابی حبشہ فحواوا بالکتاب الی ابی
حبشہ رحمہ اللہ فاخذہ فبلہ فایتمہ فسفاد السہ فاحتر و حید و مات من
دالک

اے شک نہ میرے بن عبد اللہ نے مصر سے اپنے خلافیت کی دعوت سے ساتھ لے کر وہاں گیا
منصور بن ہشیر کہ امام اعمشؓ اور امام ابو حنیئہؓ دونوں نے حضرت بن ہشیر کو دیکھا ہے کہ
منصور نے یہ انہی کی زبان میں ان دونوں کو دیکھا اور وہ امام ابو حنیئہؓ کے پاس سے آئے
انہوں نے دیکھا اور جو اب امام ابو حنیئہؓ نے امام سائبؓ پر لڑا وہاں پہنچا آپ
کو دیکھا آپ کا چہرہ بہت افسردہ تھا ان سے وفات پائی

نیز صحیحہ ۲۸ پر امام زعفران سے مروی روایت ہے کہ میں امام ابو حنیئہؓ کے پاس گیا وہاں سے میں نے جو حافظ بن عبد
ہر نے حضرت بن ہشیر سے نقل کیا۔

امام بن حجر مکی کی شہادت

امام حافظ بن حجر مکیؒ نے اپنی کتاب مناقب القضا میں تیس سبب سے انہوں سے لکھتے ہیں
بعض دعوے کے لیے امام سائبؓ کو مدد قضا سے انکار کیا یہ نقل نہیں ہو سکتا۔

بوصینہ کے دشمنوں نے خلیفہ کو دیا اور بعد میں ابو نعیم بن عبد اللہ بن حسن بن حسن بن علی نے قیامت امام صاحب کے لئے پہلی بار اس کے خلیفہ اور اس کا طہنہ نہیں ہو رہا تھا اور یہ امام صاحب نے ان کی مائی قوت بھی یہ خاص ہے۔ خلیفہ اور کہہ سیں خواہ امام صاحب ان کی طرف مائل نہ ہو جائیں بعد امام بوصینہ و جید چہ وہ ہے تجھے ہر مست پر ہے مال اور تجھے اس لئے ان کو بعد بلو یا۔ با مہر قتل نہ مرتے تجھے اس لئے ان کو مہر و قضا و عیش یا۔ حالانکہ خلیفہ کا علوم تھا وہ قبول نہیں کریں گے مین سب اس مہر سے تا نہ قتل کا کوئی بہانہ مانتا ہے۔

بن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے وضع ہوئے نوک ہملوں کے نقل کرنے کے بعد حقیقت پوری طرح منکشف ہوئی

پ۔

امام کردری کی شہادت

ہم وہاں کردری نے بھی پرے شہر و طے مانتا ہاں ہاں ہاں وہاں قہر شہادت کو بیان یہ ہے۔ ان میں انہوں نے آپ کے مانتا منصور کی حد سے اور اس سے سب پہنچے والے تھانہ کا بیرونی سبب امام صاحب کی خدمت پر میری سمیت تھی پ۔ اور آپ کو قتل میں نہ ہوا یہ شہید سے جانے کو یقین دہانی رویت صاحب۔ امام صاحب کو قتل کوئی مانتا منصور پر ہے البتہ تنہی سے منصور بھٹتا ہے تو وہ خوف راہ رہتا تھا وہ خود منصور سے رو بہ قتل کرتے ہیں۔ سب امام صاحب شہید ہوئے اور دنازہ کے بعد ان کی تدفین کا مسئلہ باقی آپ کی وصیت پیش کی گئی آپ نے وصیت کی تھی کہ میری وفات کی صورت میں میری تدفین حادثہ فی زمانہ میں کی جائے چنانچہ وہیں ان کی تدفین میں منصور آپ کی قبر پر حاضر ہوا اور نماز پڑھی تو آپ کی وصیت کے متعلق سے پتہ چلا تو کہا۔

قال من بعدی منہ حیا و مسا

کون نہیں پی کے کسی کے کسی کی زندگی میں اور موت کے بعد بھی۔

در اصل جہاں وہ نہیں فہم رہتا چاہتے تھے وہ منسور کی نمیب دروہ قطعہ رخی تھی دروہ نے وہ سے
 نارے وہ جہد مخصہ زمین نہ تھی۔ اس واقعہ سے بھی امام صاحب ہاتھ بڑی اور حقائق حق کتر عیوں میوں
 ہوتا ہے۔ در یہ بھی کہ منسور آپ سے لکتار بکید رہتا اس تھا۔

حضرت امام صاحب پر لوگوں کی ایک نئے جماعت نے آپ کے مناقب و مناقب پر تہمید تہمیدات میں
 درم نے ان میں سے مستبدہ ورقہ ایم معتبر ترین لب مناقب سے حقائق اس آپ کے مانے پیش کرے ہیں اب
 یہ حقیقت مہل تک پہنچی کی اس کو صحیح بیان کرنے کی کوشش نہیں کی۔ اب نقاب سف نہارن طرح
 روشن دروہ شیخ ہو گیا ہے یہ نہیں سے امام صاحب کی صحیح تقلید کی توفیق ملے فرمے درن کی ہی مسیدہ انتقاد
 فکر و انتقامت مل حق و حق فرمے۔

عند ہیث رشہ کا سچا صدق رشہ ہدایت ہاتھ ان نشانی نقاب استقامت کا پہاڑ سے مسلمہ کا سچا محسن شیدہ
 مل بیت امام عظیمہ حنیفہ منسورن نزل میں رسم ہاتھ ہاں میں ہاتھ میں ہندہ میں جہدے کی حالت میں نقاب
 فرما۔

قاسمی سن من دروہ نے نسل و باور رشہ اش سام سے ہی مرتبہ ہمارے کیا۔
 بحری اللہ تعالیٰ علی سائر المسلمین



نمبر شمار	نام کتب	موضوع	نام مصنف
۱۹	صحیح المسلم	"	ابو الحسین مسلم بن حجاج القشیری
۲۰	موطأ امام محمد	"	امام محمد بن الحسن شیبانی
۲۱	کتاب الآثار	"	" "
۲۲	شرح عقیدۃ الطحاوی	عقائد	امام ابن ابی اعثر الحنفی
۲۳	شرح الفقہ الکبیر	"	امام ملا علی قاری اہروی
۲۴	شرح عقیدہ وسطیہ	"	امام ابن تیمیہ آئینہ خلیل حراس
۲۵	عقائد الحنفیہ	عقائد	محمد سیور بخاری
۲۶	الافادۃ فی تاریخ الامۃ السادۃ	تاریخ / مناقب	امام یحییٰ بن حسین الحارونی الحسینی (۳۲۳ م)
۲۷	الانتقاء فی فضائل الامۃ الامۃ القہارۃ	"	امام یوسف بن عبد اللہ بن عبد ابراہیم المالکی القرطبی (۴۶۳)
۲۸	الاستجاب	"	امام شمس الدین محمد بن عبد الرحمن استخاوی (۹۰۲)
۲۹	الامام زید	"	امام ابو زہرہ
۳۰	الامام الصادق	"	" "
۳۱	الامام زید بن علی المفتری علیہ	"	شریف الشیخ صالح احمد الخلیب
۳۲	اخبار ابی حنیفہ و اصحابہ	"	امام قاضی ابی عبد اللہ حسین بن علی اصمیری (۴۳۶)
۳۳	ابو حنیفہ	"	امام محمد ابو زہرہ
۳۴	الغیرات الحسنان فی مناقب ابی حنیفہ النعمان	"	امام احمد بن حجر حیشمی المکی

نمبر شمار	نام کتاب	موضوع	مصنف
۳۵	اصواعق الخرق	"	"
۳۶	الترید یہ	"	احمد محمود سی
۳۷	الہر فی خبر من غیر	"	امام محمد بن احمد شمس الدین الذہبی (۷۲۸ھ)
۳۸	المنظوم فی تاریخ الملک والامم	"	امام ابو القریح عبد الرحمن بن علی ابن الجوزی (۵۹۷ھ)
۳۹	الشافعی	"	امام محمد ابو زہرہ
۴۰	ابن ضہیل	"	"
۴۱	الکواکب قدسیہ فی تراجم السادة الصوفیہ	"	امام زین الدین المناذری
۴۲	الہدایہ والنجایہ	"	امام غزالی بن اسماعیل بن کثیر (۷۷۳ھ)
۴۳	الصحیح المسہل فی مباحث لال والاضل	"	مولانا موسی خان روحانی البہاری
۴۴	تمییز الصغیر فی مناقب اکی حلیہ	"	امام باقر الدین اسیوطی
۴۵	تذکرہ	"	مولانا ابوالکلام آزاد
۴۶	تذکرۃ الحفاظ	"	امام محمد احمد شمس الدین الذہبی (۷۲۸ھ)
۴۷	سیرۃ ابن اسحاق	"	امام محمد بن اسحاق بن یسار اُطلق المدنی (۱۵۱ھ)
۴۸	شوق حدیث	"	مولانا سرفراز خان صاحب، صفدر
۴۹	سیرت احمد اربعہ	"	قاضی ظہیر مبارک پوری

نمبر شمار	نام کتاب	موضوع	مصنف
۵۰	ثورة زيد بن علي	"	تاجی حسن
۵۱	تاریخ بغداد	"	الحافظ ابی بکر أحمد بن علی الخطیب
۵۲	تاریخ طبری	"	الإمام ابی جعفر محمد بن جریر الطبری (۳۱۰)
۵۳	ماک	"	الإمام محمد ابو زهره
۵۴	درر السجاہ فی مناقب الصحابہ والقراہ	"	الإمام محمد بن علی الشوکانی
۵۵	کتاب الشفاء	"	کاشانی عیاض الممالکی
۵۶	کتاب الام	"	الإمام محمد بن ادریس الشافعی
۵۷	فرمان المصلین	"	شیخ الاسلام ابو اسیم بن محمد بن المودب الجوزی لنصر اسانی (۷۳۰)
۵۸	مکتوبات محمد والہ دہلوی	"	شیخ احمد سرہندی
۵۹	مناقب ابی حنیفہ	"	الإمام شمس الدین محمد بن احمد الذہبی
۶۰	مناقب ابی حنیفہ	"	الإمام الموفق بن احمد دہلی (۵۲۸)
۶۱	مناقب ابی حنیفہ	"	الإمام حافظ الدین ابن البراز المعروف بالکدوری (۸۲۷)
۶۲	مقاتل الظالمین	"	الإمام ابو الفرج علی بن حسین الاموی القرشی (۳۵۶)
۶۳	مناقب علی و الحسنین و امیرا فاطمہ الزہراء	"	الدکتور عبدالعزیز امین قلعی

نمبر شمار	نام کتاب	موضوع	مصنف
۶۵	مناقب فاطمیہ	"	مولانا سید احمد حسن سنبھل چشتی
۶۶	امام اعظم ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی	"	مولانا مناظر حسن گیلانی
۶۷	الروض المفید شرح مجموع الفتاویٰ الکبیر	"	القاضی العلامہ شرف الدین احسین بن السیاحی
۶۸	البدائع	"	مولانا اشرف علی تھانوی
۶۹	احکام القرآن	"	امام ابو بکر ابیہ صاع

